بسم الله الرحمن الرحيم

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

____

Monday, the 2nd February, 2026

____

TABLE OF CONTENTS

1. RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN 1
2. RECITATION OF HADITH 1
3. RECITATION OF NAAT 2
4. NATIONAL ANTHEM 2
5. PANEL OF CHAIRPERSONS 2
6. FATEHA PRAYERS 3
7. MOTION FOR SUSPENSION OF RULE 57 – *(ADOPTED)* 4
8. MOTION FOR SUSPENSION OF RULE 51 IN ORDER TO TAKE UP THE GOVERNMENT BUSINESS – *(ADOPTED)* 4
9. DISCUSSION ON A MOTION UNDER RULE 259 *REG*: THE PREVAILING LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY AND PARTICULARLY IN BALOCHISTAN – *(CONTINUED)* 5
10. ANNOUNCMENT *REG*: PRESENCE OF A GROUP OF NATIONAL YOUTH PARLIAMENT ORGANIZATION, ISLAMABAD AND MP BARRISTER IMRAN HUSSAIN CHAIRMAN ALL PARTIES PARLIAMENTARY GROUP ON KASHMIR, UK PARLIAMENT IN THE GALLERY 8
11. DISCUSSION ON A MOTION UNDER RULE 259 *REG*: THE PREVAILING LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY AND PARTICULARLY IN BALOCHISTAN – *(CONTINUED)* 9
12. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF A DELEGATION OF SENIOR JOURNALISTS FROM PAKISTAN PRESS CLUB UK, HEADED BY MUSARAT IQBAL IN THE GALLERY 15
13. DISCUSSION ON A MOTION UNDER RULE 259 *REG*: THE PREVAILING LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY AND PARTICULARLY IN BALOCHISTAN – *(ADOPTED)* 15

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

Speaker
Sardar Ayaz Sadiq

Deputy Speaker

Syed Ghulam Mustafa Shah

Panel of Chairpersons

1. **Mr. Ali Zahid**
2. **Mr. Abdul Qadir Patel**
3. **Ms. Nuzhat Sadiq**
4. **Syeda Shehla Raza**
5. **Syed Amin Ul Haq**
6. **Ms. Shahida Begum**

Acting Secretary
Mr. Saeed Ahmad Maitla

Advisor (Legislation)
Mr. Muhammad Mushtaq

Senior Director General (Proceedings)
Mr. Abdul Hadi Channa

Director General (Reporting)
Mr. Muhammad Nawaz

Deputy Director (Editing)
Dr. Abdul Rehman

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
(ASSEMBLY DEBATES)

———————

Monday, the 2nd February, 2026

———————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at 05:08 p.m. with the honourable Speaker (Sardar Ayaz Sadiq) in the Chair.

———————

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ
بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ ۚ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾

(سورۃ الانعام، آیات: 159 تا 163)

[ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔
اے پیغمبر ﷺ یقین جانو کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے، اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، اُن سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا معاملہ تو اللہ کے حوالے ہے۔ پھر وہ اُنہیں جتلائے گا کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔ جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا، اُس کے لیے اُس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ہے، اور جو شخص کوئی بدی لے کر آئے گا، تو اس کو صرف اُسی ایک بدی کی سزا دی جائے گی، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ اے پیغمبر ﷺ کہہ دو کہ میرے پروردگار نے مجھے ایک سیدھے راستے پر لگا دیا ہے جو کجی سے پاک دین ہے، ابراہیم کا دین! جنہوں نے پوری طرح یکسو ہو کر اپنا رخ صرف اللہ کی طرف کیا ہوا تھا، وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ کہہ دو کہ: "بے شک میری نماز، میری عبادت اور میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور میں اس کے آگے سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں۔"]

RECITATION OF HADITH

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ
ﷺ أَنَّهُ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَرُزِقَ الْكَفَافَ وَقَنَعَ بِهِ۔ Sunan Ibn e Majah 4138

[ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کامیاب وہ ہے جسے اسلام کی ہدایت مل گئی، ضرورت کے مطابق رزق مل گیا اور وہ اس پر قانع ہو گیا۔]

RECITATION OF NAAT

عزیزو آؤ شاہ دوسراء کی بات کریں

درود پڑھ کہ رسول خدا کی بات کریں

عزیزو آؤ

وہ جان وہی جانان جان عالم ہیں

اُنہی کی یاد میں اُن کی ثناء کی بات کریں

عزیزو آؤ

پیغمبران کے سلامی فرشتے ان کے غلام

زہ نصیب کے ہم مصطفیٰ کی بات کریں

عزیزو آؤ

NATIONAL ANTHEM

جناب سپیکر: اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

PANEL OF CHAIRPERSONS

Mr Speaker: In pursuance of sub-rule (1) of rule 13 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007, the following Members, in order of precedence are nominated to form a Panel of Chairpersons for this Session of the National Assembly of Pakistan:-

1. Mr. Ali Zahid
2. Mr. Abdul Qadir Patel
3. Ms. Nuzhat Sadiq
4. Syeda Shehla Raza
5. Syed Amin Ul Haq
6. Ms. Shahida Begum

In the absence of the Speaker and the Deputy Speaker, National Assembly, the Members having precedence amongst those present at the sitting, shall take the Chair.

(مداخلت)

FATEHA PRAYERS

جناب سپیکر: مصباح الدین صاحب میں آپ سے request کروں گا، میں پہلے پڑھ دوں، وزیر مملکت چوہدری ارمغان سبحانی صاحب کی والدہ صاحبہ انتقال کر گئی ہیں، ریاض فتیانہ صاحب کے سسر صاحب انتقال کر گئے ہیں، صوفیہ سعید صاحبہ ایم این اے کی ہمشیرہ انتقال کر گئی ہیں، سابق MNA محمد شاہ کھگہ صاحب وفات پا گئے ہیں، ڈیرہ اسماعیل خان میں لیفٹیننٹ کرنل عمران ریاض اور پانچ شہری شہید ہو گئے، بلوچستان میں ہونیوالی حالیہ دہشت گردی کے واقعات کے نتیجہ میں 18 شہری اور سیکیورٹی فورسز کے 16 بہادر جوانوں نے جام شہادت نوش کیا اور جوابی کارروائی میں سیکیورٹی فورسز نے فتنہ الہندوستان کے 177 دہشت گردوں کو ہلاک کیا، ہم اپنے ان سپاہیوں اور فوجیوں پر فخر کرتے ہیں جنہوں نے پاکستان کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے دیئے تاکہ ہم محفوظ رہ سکیں۔ اعجاز صاحب۔

جناب اعجاز حسین جکھرانی: سر! آزاد کشمیر کے sitting President بیرسٹر سلطان محمود چوہدری کی بھی death ہو گئی ہے۔ وہ آزاد کشمیر کے پرائم منسٹر بھی رہ چکے ہیں۔ ان کا پاکستان پیپلز پارٹی سے گہرا تعلق تھا اور میں چاہتا ہوں کہ اُن کیلئے بھی دُعا کرا دیں۔

جناب سپیکر: کراتے ہیں۔ صدر آزاد جموں و کشمیر بیرسٹر سلطان محمود چوہدری بھی وفات پا گئے ہیں، مولانا مصباح الدین صاحب دُعا کرا دیں۔

(دُعائے مغفرت کی گئی)

Mr. Speaker: Honourable Members are informed that under rule 70 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007, 15 days' notice period is required for asking and answering of Questions, which is not completed, therefore there would be no Question Hour, till the completion of the notice period ڈاکٹر طارق صاحب آپ بات کرنا چاہ رہے تھے۔

وزیر برائے پارلیمانی امور (جناب طارق فضل چوہدری): بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: پہلے بتا دیں کہ آپ کیا کرنا چاہ رہے ہیں؟ بلوچستان کے حوالے سے discussion کرنا چاہ رہے ہیں اور اس کے لیے rules suspend کرنا چاہ رہے ہیں؟ طارق صاحب۔

جناب طارق فضل چوہدری: بہت شکریہ ،آنریبل سپیکر صاحب جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ Business Advisory Committeeمیں آج فیصلہ ہوا ہے۔

MOTION FOR SUSPENSION OF RULE 57

جناب سپیکر: بغیر Motionکے نہیں ہو سکتا۔

جناب طارق فضل چوہدری: میں Motionپڑھ لوں جیسا کہ آج Business Advisory Committeeمیں تمام پارٹیوں کی نمائندگی تھی وہاں پر آج بلوچستان میں ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں حملے ہوئے ہیں بڑی بہادری اور جرأت کے ساتھ ہماری Law Enforcing Agenciesنے ان کا مقابلہ کیا ہے اور 177 کے قریب دہشت گردوں کو ہلاک کیا گیا ہے اور اس میں civiliansکی بھی شہادتیں ہوئی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ہماری Law Enforcing Agenciesکے جوانوں کی شہادتیں ہوئی ہیں ان کو خراج تحسین پیش کیا جائے اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ آج کے اجلاس کی کارروائی کو معطل کر کے بلوچستان کی صورتحال پر اور اپنے شہداء کو خراج تحسین پیش کریں اور ہمارے civilianکے ساتھ اظہار یکجہتی کی جائے۔اس کے لیے میں آپ کی اجازت سے Motion moveکر رہا ہوں۔

I move under rule 288 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007, that the requirement of rule 57 of the said rules may be suspended in respect of today's Orders of the Day, to take up Motion under rule 259 regarding law and order situation in the country.

Mr. Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved under rule 288 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007, that the requirement of rule 57 of the said rules may be suspended in respect of today's Orders of the Day, to take up Motion under rule 259 regarding law and order situation in the country. The question is that the Motion, as moved, may be adopted.

(The Motion was adopted.)

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر طارق صاحب۔

جناب طارق فضل چوہدری: سر!ایک آنریبل ممبر صاحب نے فاٹا کی بات کی ہے تو میں وضاحت کر دوں،یہاں لکھا ہوا ہے کہ law and order situation in the countryتو فاٹا اس میں شامل ہے اور اس پر بات ہو گی ان شاءاللہ۔

MOTION FOR SUSPENSION OF RULE 51 IN ORDER TO TAKE UP THE GOVERNMENT BUSINESS

Mr. Speaker: Mr. Tariq Fazal Sahib to move the Motion.

Mr. Tariq Fazal Chaudhary: I move under rule 288 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007, that the requirement of rule 51 of the said rules, in respect of Private Member's Business to be transacted on Tuesday, the 3rd February, 2026, may be suspended in order to take up Government Business.

Mr. Speaker: Now, I put the Motion to the House. It has been moved under rule 288 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 2007, that the requirement of rule 51 of the said rules, in respect of Private Member's Business to be transacted on Tuesday, the 3rd February, 2026, may be suspended in order to take up Government Business. The question is that the Motion, as moved, may be adopted.

(The Motion was adopted.)

DISCUSSION ON A MOTION UNDER RULE 259 *REG*: THE PREVAILING LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY AND PARTICULARLY IN BALOCHISTAN

جناب سپیکر: جی طلال چوہدری صاحب۔

Minister of State for Interior & Narcotics Control (Senator Talal Chaudhry): I move the Motion under rule 259 that this House may discuss the prevailing law and order situation in the country and particularly in Balochistan.

جناب سپیکر: اسد قیصر صاحب آپ اس کے اوپر بات کرنا چاہ رہے تھے۔

جناب اسد قیصر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ میں بالکل یہی بات کرنا چاہ رہا تھا اور یہی تجویز دینا چاہتا تھا کہ بلوچستان میں جو ہوا ہے یہ قوم کے لیے بہت بڑا المیہ ہے اور سوالیہ نشان بھی ہے۔ اس topic پر چونکہ آج اجلاس ہو رہا ہے تو اس پر پورے دو دن discussion ہو اور ایک Joint Resolution pass ہو جائے۔ یہ ہماری قومی سلامتی کا مسئلہ ہے کم از کم پارلیمنٹ اس پر بات کرے۔ باقی فاٹا کے بھی issues اور مسائل ہیں وہ بھی اس میں discuss ہوں۔ بہر حال ابھی تو ہو گیا ہے تو اس پر بات چیت ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: طلال صاحب ایک Resolution تیار کر لیجیے اور وہ Resolution Government اور Opposition کو دے دیجیئے گا۔ اعجاز الحق صاحب۔

جناب محمد اعجاز الحق: شکریہ سپیکر صاحب، بر وقت ہم اس پر discussion کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس پر پہلے ایک briefing ہونی چاہیئے تمام political parties کو بیٹھائیں اور معلوم ہو سکے کہ وہاں پر کیا ہوا ہے اور کیا معاملات ہوئے۔ ہمیں تو پتہ ہی نہیں کہ کیا ہوا ہے۔

ادھر ادھر سے خبریں آرہی social media پر کل کچھ دوسری خبریں آئی ہیں کہ اتنی ایک خوفناک قسم کی انہوں نے واردات کی اور کتنے لوگ اس میں شہید ہوئے ہیں اور کتنے ہمارے فوج کے لوگ شہید ہوئے ہیں اور یہ معمول بنا ہوا ہے۔ تو میرے خیال میں ایک closed door, in-camera briefing ہونی چاہیئے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ وہاں پر exactly کیا ہو رہا ہے۔ اس طرح تو ہم گفتگو کرتے رہیں گے ہمیں تو پتہ ہی نہیں کہ ہم نے کیا بولنا ہے۔ کوئی کسی اور سمت میں نکل جائے گا۔

جناب سپیکر: طلال صاحب اس situation پر آپ brief دیں گے تاکہ debate شروع ہو سکے۔ خواجہ صاحب آپ کریں گے یا طلال صاحب کریں گے اس پر ذرا statement دے دیں کہ کیا situation ہے یہ سب چاہ رہے ہیں کہ situation بتائیں تاکہ اس کے اوپر discussion ہو سکے۔ خواجہ محمد آصف صاحب۔

وزیر برائے دفاع (خواجہ محمد آصف): بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب سپیکر! بلوچستان میں امن کی بحالی کے سلسلے میں مختلف اوقات میں disruptions آتی رہی ہیں۔ 50 کی دہائی میں 60 کی دہائی میں اور 70 کی دہائی میں پیپلز پارٹی کی حکومت میں ایک بہت بڑا آپریشن وہاں پر ہوا۔ یہ سلسلہ وقتاً فوقتاً باوجود اس بات کے کہ امن بڑے لمبے عرصے تک قائم رہا۔ صوبے میں development بھی ہوئی، پاکستان کی آزادی کے وقت وہاں پر چند 100 کلو میٹر کی سڑکیں تھیں جو اس وقت 26000 کلو میٹر کی سڑکیں ہیں۔ میں ایک چھوٹی سی example دینے لگا ہوں۔ پہلی جو دہائیاں تھیں پاکستان کی آزادی کے بعد ان میں overtones تھے یا اس سارے disturbance کا جو complexion تھا۔ جناب سپیکر! اس میں so-called ایک سیاسی colour بھی تھا اور اس میں کچھ grievances تھے، میں اس کی details میں نہیں جانا چاہتا کہ وہ صحیح تھے یا غلط تھے، کچھ grievance کی وجہ سے اس میں ایک nationalistic fervor بھی تھا۔ خصوصاً میں recent past کی بات کروں گا کہ وہاں پر western interest تھا، وہاں پر tribal leadership بھی شامل تھی اور دوسرے عناصر جن کو ہندوستان support کرتا ہے، ایک proxy کے طور پر وہاں پر موجود ہیں۔ اسی طرح افغانستان کے soil سے بھی اس چیز کو ہوا دی گئی اور آج بھی دی جا رہی ہے۔ ان terrorists کی اس وقت جتنی leadership ہے وہ افغانستان میں مقیم ہے اور وہاں سے ان کو support ملتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو ساری movement ہے، جو بھی اس میں سیاسی عنصر تھا اس کو recent past میں اور slightly distant past میں smugglers نے hijack کر لیا۔ Billions and trillions rupees were being lost. Mainly تیل کی smuggling میں۔

ان جرائم پیشہ مافیا نے اس ساری disturbance کی پشت پناہی شروع کر دی اور سارے elements کی اس وقت leadership ان کے پاس ہیں۔ چالیس روپے فی لیٹر تیل کا fixed quota سرحدی علاقوں سے منگوایا جا سکتا تھا وہ کراچی میں آ کے 200 روپے سے زیادہ کا بکتا تھا۔ آپ profit margin کا حساب لگالیں کہ کتنا بڑھا ہے۔ اسی طرح دوسری commodities ہیں اور

Transit Trade ہے، جو سامان افغانستان کے لیے تھا یا افغانستان سے اور جگہ جانا ہوتا تھا، وہ سامان پاکستان میں واپس آنا شروع ہو گیا اور پاکستان کی markets میں وہ سامان بکنے لگ گیا۔ ہماری حکومت نے اس چیز کو سختی سے روکا۔

آپ کو یاد ہو گا کہ چمن border پر احتجاج چلتا رہا۔ اسی طرح بلوچستان کے دوسرے مقامات پر، جہاں جہاں یہ facility موجود تھی اور اس کو exploit کیا جا رہا ہے وہاں پر احتجاج شروع کیا گیا۔ اس تحریک کے ممبران اس کو nationalist تحریک کا نام دیتے تھے۔ وہ تحریک جرائم پیشہ تیل کے smugglers کی اور دوسرے Items کی smugglings کی تحریک بن گئی اور انہوں نے اس کو funding شروع کر دی۔ میں نے مختصراً آپ کو بتایا ہے۔ پچھلے چند سال کے اندر، لوگ کہتے ہیں کہ جو terrorists ہوتے ہیں یا ایک nationalist تحریک ہے ان سے مذاکرات کرنے چاہئیں۔ سیاسی تحریکوں کے ساتھ مذاکرات دوسرے ممالک میں بھی ہوتے رہے ہیں۔ وہ سیاسی تحریک جو متشدد ہو چکی تھی ان کے ساتھ مذاکرات ہوتے رہے ہیں، لیکن یہ جو تحریک ہے جس کے 177 جرائم پیشہ لوگ مارے گئے، اس کی نہ کوئی سیاسی identity ہے نہ کوئی قوم پرست identity ہے۔ سر! جو خواتین کھڑی ہیں ان کو ذرا کہہ دیں۔

جناب سپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں۔ .Order in the House آپ لوگوں کی آواز echo کر رہی ہے۔

خواجہ محمد آصف: ان کے جو تمام ترجعلی covers تھے، قوم پرست ہونے کا یا سیاسی ہونے کا یا حقوق کی جنگ کا، وہ سارے کا سارا ختم ہو گیا اور ایک جرائم پیشہ لوگوں کی تحریک نے جنم لے لیا اس میں یہ سارے convert ہو گئے۔ یہ basically loss of business ہے۔ وہاں پر کاروباری نقصانات کو recover کرنے کے لیے تحریک چلائی جا رہی ہے۔

جناب والا! میں example دے رہا ہوں کہ جو network of corruption ہے۔ ایران کے اجازت نامے کے اوپر 40 روپے فی لیٹر کا تیل 200 روپے لیٹر کراچی میں بیچ رہے ہیں۔ 4 ارب روپے کا daily منافع یہ لوگ کما رہے ہیں جو اس وقت تحریک چلا رہے ہیں اور ان کو funding کر رہے ہیں جس کو روکا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی دُم کے اوپر پاؤں آیا ہے اور وہاں پر امن و آمان برباد کر رہے ہیں۔ اس کی main وجہ آپ کو بتا رہا ہوں۔ یہ ایک nexus بن گیا ہے۔ وہاں کی جو bureaucracy ہے، اس کے ساتھ جو tribal leadership ہے اور criminal elements کا nexus بن کے اس تحریک کو جس کا claim کوئی اور تھا لیکن اس وقت مقصد کچھ اور بن گیا ہے۔ Balochistan Liberation Army (BLA) کے نام پر جرائم پیشہ لوگ smuggling کو protection provide کر رہے ہیں اور ہماری Law Enforcement Agency بشمول فوج ان کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

جناب والا! میں بتاتا چلوں کہ جو بلوچستان کی geography ہے وہ پاکستان کا over 40 percent رقبہ بلوچستان میں ہے۔ اس کے 35 کلومیٹر پر ایک شخص رہتا ہے۔ اس کو control کرنا کسی آبادی والے شہر یا آبادی والے خطے سے کہیں زیادہ مشکل ہے اور وہاں پر massive forces کی deployment کی ضرورت ہے۔ ہماری forces وہاں پر deployed ہیں اور ان کے خلاف برسرپیکار ہیں،

لیکن اتنے بڑے علاقے کو guard کرنا patrolling کرنا بڑی physically handicapped ہے۔ وہاں پر مختلف حکومتوں کے دوران جو development ہوئی ہیں سرکاری وسائل سے، یہاں پر بلوچستان کے ممبران میری اس بات کو endorse کریں گے وہاں پر خصوصاً political leadership کو جو development funds دیئے جاتے ان کو exploit کیا ہے bureaucracy کے ساتھ مل کے، شاید ہی کسی اور صوبے میں اتنی مثال ملتی ہو۔ تمام صوبوں میں یہ کچھ ہو رہا ہے، لیکن بلوچستان میں جو کچھ ہوا ہے، اس وقت جو figures ہیں، میرے پاس available نہیں ہیں، لیکن off the cuff جو مجھے یاد ہے کہ ایک trillion سے اوپر وہاں پہ PSDP دیا گیا ہے، whereas پنجاب کو ایک سو ستر billion دیا گیا ہے۔ اسی طرح باقی صوبوں کو بھی کم دیا گیا ہے اور بلوچستان کی جو development ہے، اس کو maintain رکھنے کے لیے، اس کو enhance کرنے کے لیے وہاں پہ زیادہ دیا گیا ہے۔ پچھلے دو دن کے اندر، پرسوں اور اس کے بعد میں آپ کو ایک additional figures بتاتا ہوں۔ جس طرح آپ نے فرمایا کہ 177terrorists مارے گئے، ہمارے 17 لوگ شہید ہوئے ہیں، جس میں دس پولیس والے ہیں، چھ FC کے ہیں، ایک Levies کا، civilian جو ہیں، mainly گوادر میں 33 شہید ہوئے ہیں۔ اس وقت جو population ہے۔۔۔۔

(اذان مغرب)

ANNOUNCMENT *REG*: PRESENCE OF A GROUP OF NATIONAL YOUTH PARLIAMENT ORGANIZATION, ISLAMABAD AND MP BARRISTER IMRAN HUSSAIN CHAIRMAN ALL PARTIES PARLIAMENTARY GROUP ON KASHMIR, UK PARLIAMENT IN THE GALLERY

جناب سپیکر: خواجہ صاحب نماز کی بریک کر لیں، تاکہ بعد تسلی سے تقریر کر لیں، بہتر رہے گا۔ میں بریک کرنے سے پہلے دو announcements کرنا چاہ رہا ہوں۔ ایک تو ہمارے پاس National Youth Parliament Organization Islamabad کے مہمان تشریف رکھتے ہیں، ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور دوسرا Chairman All Parties Parliamentary Group on Kashmir UK Parliament کے MP Barrister Imran Hussain صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ پندرہ منٹ نماز کے لیے adjourn کر رہے ہیں۔

(The Proceedings of the House were suspended for 15 minutes for Maghrib prayer.)

(اجلاس کی کارروائی بعد از وقفہ نماز مغرب 6:15 پر زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

DISCUSSION ON A MOTION UNDER RULE 259 *REG*: THE PREVAILING LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY AND PARTICULARLY IN BALOCHISTAN

جناب سپیکر: خواجہ آصف صاحب بات کر رہے تھے۔

خواجہ محمد آصف: شکریہ جناب سپیکر، میں معذرت خواہ ہوں چیمبر میں بیٹھا ہوا تھا پتہ نہیں چلا۔ بلوچستان کی پسماندگی کا ایک narrative ہے اور criminals لوگ اس narrative کو highlight کرتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ آج سے چند دہائیاں پہلے اس میں کچھ سچائی ہو over the decades تمام حکومتوں نے وہاں پر بے شمار investment کی ہیں۔ میں پہلے demographic analysis آپ کو دیتا ہوں بلوچستان میں پاکستان کا 43.6 فیصد رقبہ ہے۔ Demography mix ہے، 40 فیصد بلوچ ہیں اور 34 فیصد پشتون ہیں۔ 4 فیصد مختلف ہیں اور میرے خیال میں 12 سے 13 فیصد براہوی ہیں۔ زیادہ تر بلوچ Southern Punjab and Northern Sindh میں رہتے ہیں۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کتنا hollow narrative بنایا گیا ہے کہ پہلے جو سیاسی emancipation ہے over the decades وہاں پر اس طرح نہیں آئی جس طرح پنجاب میں آئی ہے۔ پنجاب میں بھی وڈیرے ہوتے تھے 1950 کے اندر اور 1960 میں ہوتے تھے لیکن آہستہ آہستہ یہ چیزیں dilute ہو گئیں۔ اس میں جناب سپیکر، بہت بڑا part Local Government نے play کیا۔ Grass root level پر leadership provide کی گئی جس نے آہستہ آہستہ سرداروں، جاگیرداروں اور وڈیروں کا پنجاب میں، سندھ میں اثر کم ہوا، ان جگہوں پر پشتون ہمیشہ سے cosmopolitan ایک ایسی سوسائٹی رہی ہے جہاں پر اس قسم کا structure نہیں تھا۔ لیکن پنجاب میں بھی تھا، بلوچستان میں بھی تھا اور سندھ میں بھی تھا لیکن وہ dilute ہوا ہے۔ لیکن بلوچستان میں resist کیا گیا ہے اس dilution کو مگر لوکل گورنمنٹ کا سسٹم وہاں پر جب بھی آیا ہے ایک grassroots level کی وہاں development ہوئی ہے۔ میں آپ کو ایک چارٹ دیتا ہوں اور میں یہ ساری چیزیں اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ تاکہ یہ narrative جو بنایا گیا ہے سر! Partition کے وقت 1947 میں جب پاکستان آزاد ہوا تو سکولز جو تھے وہ 114 تھے اور آج 15096 وہاں پر سکولز ہیں۔ Universities nil تھیں اور آج وہاں پر 12 یونیورسٹیاں ہیں۔ Medical colleges nil تھے اور آج 5 میڈیکل کالجز ہیں بلوچستان میں۔ Normal colleges جو تھے وہ nil تھے اور آج 145 ہیں۔ Cadet college 13 ہیں اور پنجاب میں صرف 5 ہیں۔ Technical institutes nil تھے اور آج 321 ہیں۔ ہیلتھ میں development دیکھیں major hospitals ہسپتال 3 تھے partition کے وقت آج 13 ہیں۔ Teaching hospitals nil تھے اور آج 18 ہیں۔ DHQs nil تھے اور آج 33 ہیں۔ BHU nil تھے اور آج 756 ہیں۔ Dispensaries 6 تھیں اور آج 541 ہیں۔ Cardiac Centers nil تھے، آج 4 ہیں۔ TB Centers nil تھے، آج 8 ہیں، Dialysis Centers nil تھے، آج 24 ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا function corruption کی وجہ سے اتنا efficient نہ ہو۔ کرپشن ایک ایسی دیمک ہے جو ہمارے national structure کو کھا

رہی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام صوبوں میں کرپشن ہے، ہر levelپر ہے۔ وفاق میں بھی کرپشن ہے۔ میری بات کا غلط مطلب نہ لیں، سیاسی قیادت سب جگہ ایک رنگ میں ہے، کسی جگہ پر زیادہ رنگ چڑھا ہوا ہے، کسی جگہ پر کم رنگ چڑھا ہوا ہے۔ سر! جو narrative بنایا جاتا ہے sense of deprivationمیں اس کی آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔NFCکا بلوچستان کا share 933 billion ہے جس میں 90% Federal Government contribution share کی ہے۔69300 Per capita budget ہے per individual which is highest in Pakistan.

2025-26 کا PSDP share 11.5% ہے compared to 3% of Punjab.جناب سپیکر! 124 بلین revenue collection بلوچستان میں ہے۔ وہ کہاں جاتی ہے، یہ بھی ایک سوالیہ نشان ہے۔ پاکستان میں lowest ہے۔ میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ جو اس صوبے کے اندر محرومی کا بیانیہ بنایا گیا ہے، وہ سوائے سمگلروں کے، سوائے ان لوگوں کے جو وہاں پر تیل کی criminal activities میں ملوث ہیں یا جو transit trade ہے کہ یہاں سے سامان جاتا ہے اور سارا واپس ہماری مارکیٹوں میں آجاتا ہے۔ وہاں Iranian تیل کے پمپ کوئٹہ شہر کے وسط میں پائے جاتے ہیں۔ یہ بغیر سیاسی اور bureaucracy کی patronage کے نہیں ہو سکتا۔ سرکاری، وڈیرہ اور جاگیردارانہ نظام سب جگہ ختم ہو چکا ہے۔ بلوچستان میں perpetuate ہوا ہے۔

میرا خدانخواستہ ایسا intent نہیں ہے۔ سردار صاحب ہمارے دوست اور بھائی بھی ہیں۔ اس صوبے کے اندر جتنی بھی investment ہوئی ہے اپنی کمائی سے ہوئی ہے، فیڈریشن کی طرف سے جو بھی وسائل provide کیے گئے ہیں ان سب کو لوٹا گیا ہے۔ آج یہ reaction انہی لوگوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔ یہ وہی nexus ہے جس نے بلوچستان کو backward رکھنے کی کوشش کی۔ Despite the efforts وہاں پر development ہوئی، وہاں پر education develop ہوئی، وہاں پر عام آدمی کی emancipation ہوئی جو سوچی بھی نہیں جا سکتی تھی۔ Dismantling سرداری سسٹم یا feudal system کی اور جس میں سمگلر ملے ہوئے ہیں، جس میں anti-Pakistan elements backed by India ملے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ نہیں چاہتے۔ تربت ایک شہر ہے جس کی 3 لاکھ آبادی ہے۔ وہاں پر انٹرنیشنل ائیرپورٹ ہے، کیڈٹ کالج ہے۔ ان کی ضرورت ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ان کو زیادہ چیزیں دے دی گئی ہیں۔ وہاں کے بہت سے لوگ Gulf میں رہتے ہیں۔ جتنے بھی اس وقت airports بلوچستان کے اندر ہیں کسی اور صوبے میں نہیں ہیں۔ میرے بلوچستان کے بھائی بیٹھے ہیں۔They will bail me out چھوٹی چھوٹی جگہوں پر airports ہیں۔ اگر کوئی airports operational نہیں ہے اس کو operational کر رہے ہیں تاکہ ان کا پاکستان کے ساتھ اور Gulf کے ساتھ جہاں پر بہت سے بلوچی رہتے ہیں، ان کے ساتھ contact established رہے۔

جناب والا! ایک missing persons کا بھی narrative بنا۔ میں سپریم کورٹ میں گیا۔ جسٹس افتخار چوہدری اور جواد پال بینچ کا حصہ تھے۔ یہ بات 2013 کی ہے۔ میں نے وہاں statement submit کی۔ یہ بھی narrative غلط ہے۔ ابھی جو دہشت گرد مارے جارہے ہیں ان کا نام missing persons list میں ہے۔ Missing persons مسقط میں بیٹھے ہیں، عمان میں بیٹھے ہیں، دبئی میں بیٹھے ہیں اور یہاں ان کی families پیسے لے رہی ہیں اور State سے allowance لے رہی ہیں۔ اس وقت جو figures میں نے دیئے تھے۔ KP میں جو internment centers تھے، وہ ڈال کے تقریباً اس وقت 700 لوگ تھے۔ اس کو بھی narrative بنایا گیا ہے۔ اس narrative میں کتنی سچائی ہے، میں نے بتادی ہے۔ میں بھی اس cause کو support کرتا تھا۔ میں بھی یہاں شاہراہ دستور پر کھڑا ہو کے protest کرتا تھا۔ یہ سارے narrative دہشت گردوں نے highjack کر لیے۔ اس صوبے کو ہندوستان نے destabilize کیا ہے، کلبوشن کہاں سے پکڑا گیا تھا۔ لاہور سے نہیں پکڑا گیا، کراچی سے نہیں پکڑا گیا، وہ بلوچستان سے پکڑا گیا تھا۔ اتنا بڑا علاقہ ہے اس کو manage کرنا gigantic task ہے۔ آپ اس کو اس طرح manage نہیں کر سکتے۔ ہمیں دہشت گردی کا سامنا KP میں بھی ہے۔ وہاں پر Security Forces کی تعداد بلوچستان سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کی geography اس طرح cover نہیں ہو سکتی جس طرح پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخوا کی ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ advantage لیتے ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ 35 کلو میٹر کے اوپر ایک بلوچستان کا شہر ی ہے ، جس طرح آپ کو percentage بتائی ہے۔

جناب سپیکر! ان کے پاس جو اسلحہ ہے اس کا بھی بتاتا ہوں۔ 20 لاکھ روپے کی صرف رائفل ہے۔ ہمارے پاس وہ رائفل نہیں ہے۔ اس کے اوپر laser ہے، جو body کی heat سے detect ہو کر fire کرتا ہے وہ 5 ہزار ڈالر کا ہے۔ ان کے پاس جو gear ہے، it's close to 20,000 dollars ہے وہ کہاں سے آرہا ہے، اس کی کون ادائیگی کر رہا ہے؟ کوئی بتائے کہ اسلحے میں کون investment کر رہا ہے؟ امریکن اسلحہ ہے۔ میرے دوست who are exposed to or who have knowledge of this trade، وہ اس چیز کو endorse کریں گے۔ 3 آئٹم ہیں۔ ایک night vision goggle ان کی رائفل ہے۔ میرے پاس اسلحے کا لائسنس نہیں ہے۔ Despite resistance آج بھی ہمارے دوست گوادر سے، قلات سے اس ایوان کے ممبر ہیں وہ آ کے مجھے ملتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہاں پر سڑکیں بنیں۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ وہاں پر سڑکیں بنیں۔ جہاں سڑکیں بنی ہوئی ہیں، ان پر بسیں چلتی ہیں۔ وہاں پر اتار کے اور ID Card دیکھ کے کہ یہ کس صوبے سے تعلق رکھتا ہے اس کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ایک نہیں، دو نہیں، ہزاروں مسافر جو زیارت کے لیے ایران جارہے ہوتے ہیں، کہیں اور جا رہے ہوتے ہیں، ان کا ID Card دیکھ کر کہ یہ پنجابی ہیں، ان کو مارا گیا ہے۔ یہ تفریق کہاں سے plant کی گئی ہے؟ مزدور لوگ ہیں، مزدوروں کو مارا گیا ہے۔ جعفر ایکسپریس میں کن کو مارا گیا ہے؟ وہ کوئی امیر لوگ تھے یا وہ طاقتور لوگ تھے؟ یا ان لوگوں کے پاس کوئی influence ہے کہ اس ملک کی جو destiny ہے وہ change کر سکتے ہیں؟ یہ کیا narrative ہے کہ آپ بے گناہ افراد کو ان کی شناخت دیکھ کر ان کو قتل کر دیتے ہیں؟ وہ

روزی کمانے وہاں جاتے ہیں۔ کسی بھی صوبے میں اس طرح نہیں ہوتا۔ یہ صرف اور صرف، جنابِ سپیکر! جو ایک criminal gang ہے، یہ سارا جو trade ہے، smuggling ہے، یہ ساری illegal trade ہے اس کا جو military wing ہے وہ ان کو protection provide کرتا ہے، وہ BLA ہے، جو اپنے آپ کو Liberation Army کہتا ہے۔ وہ چوروں کی Army ہے، وہ bandits ہیں۔

جناب سپیکر! یہ criminal ideology کے لیے activate کی گئی ہے۔ جنابِ سپیکر! یہ فساد الارض ہے، اور ہمارا مذہب کہتا ہے کہ جو فساد الارض میں شامل ہوں یا جو perpetuate کریں یا جو perpetrators ہوں، ان سے کوئی negotiation نہیں کی جاسکتی۔ ہماری پاکستان کی State کی یہ policy ہے، یا bottom line ہے، کہ Nobody in Pakistan will be allowed to rationalize violence. یہ آپ تشدد کو جب rationalize کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کو لباس پہناتے ہیں کہ یہ freedom movement ہے یا یہ حقوق کی جنگ ہے، It is not acceptable, because it is not true. یہ ایک cover ہے criminal activities کو legitimize کرنے کا۔ ایک پوری generation میں زہر پھیلایا جارہا ہے۔ لیکن الحمدللہ، آج بھی سارے بلوچستان میں کوئی ایسا علاقہ نہیں ہے جہاں پر ان کی writ ہو۔ جس طرح کہتے ہیں کہ ایک writ قائم ہو۔ جو بھی destruction کرتے ہیں، خون خرابہ کرتے ہیں، اس کے بعد وہ نکل جاتے ہیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آنے والے دنوں کے اندر، جنابِ سپیکر! میں حکومت کے behalf پر یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی negotiations نہیں ہوں گی۔ جس طرح brutal force یہ لوگ استعمال کر رہے ہیں، کہ خواتین کو، بچوں کو، civilians کو بھی spare نہیں کرتے، اسی طرح اس کا جواب پوری ریاست کی طاقت کے ساتھ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میری درخواست ہے کہ اس House کی طرف سے ایک ایسا message جانا چاہیئے کہ ہمارے جوان، ہمارے فوجی، ہمارے FC کے لوگ، para-military کے لوگ، ہماری پولیس، جہاں جہاں خلفشار ہے، وہ لڑ رہے ہیں، اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں۔ ہم اپنے اختلافات بُھلا کر، تمام سیاستدان، یہ Parliament ان کے پیچھے کھڑی ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہم جنازے پڑھنے جائیں، جنازے اُٹھائیں جا کر، اور کوئی political element اپنے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لیے جنازہ پڑھنے بھی نہ جائے، پُرسہ دینے بھی نہ جائے۔ ان کے بارے میں یہ attitude anti-national attitude ہے، anti-State attitude ہے۔

میری appeal ہے کہ اس ایک issue پر قوم کو متحد ہونا چاہیئے، کہ ہم کسی criminal gang کو کوئی ایسا narrative بنانے کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ اپنی مجرمانہ سرگرمیوں کو کوئی ایسا لبادہ پہنا سکے جس سے اس کو sanctify کیا جاسکے۔ کسی صورت نہیں دیں گے۔ آپ نے بھی اور میں نے بھی، رانا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے بھی، ہم نے بھی، ایک عرصہ گزارا ہے اس Parliament میں۔ میری درخواست ہے with all due respect، اس Institution نے ہمیں بڑی عزت دی ہے، اس ادارے نے ہمارا قد کاٹھ بڑھایا ہے۔ اس ادارے کے جو بھی فرائض ہیں یا جو بھی requirements ہیں، ہماری عزت اور آبرو جو بنی ہوئی ہے، اس کی payback ایک ہی طریقے سے کی جاسکتی ہے

کہ یہ پورا ایوان دہشت گردی کے خلاف یکجا ہو جائے۔ ہم اختلافات رکھیں، اپنی لڑائیاں رکھیں، لیکن یہ One Point Agenda ہے، اس پر پوری قوم کو متحد ہونا پڑے گا۔ اپنے سیاسی اختلافات کو بالکل hold away رکھیں، ان کے لیے agitate بھی کریں، لیکن یہ ذمہ داری صرف ہماری forces کی نہیں ہے، یہ پوری قوم کی ذمہ داری ہے۔

ٹھیک ہے، یہ ان کی primary professional ذمہ داری ہے، قوم کے ساتھ ان کی commitment ہے، وطن کے ساتھ ان کی commitment ہے، اور وہ یہ ذمہ داری پوری کر رہے ہیں۔ وہ جانیں قربان کر رہے ہیں۔ میں نے ایک جوان آفیسر کا جنازہ پڑھا، ایک مہینہ پہلے اس کی شادی ہوئی تھی۔ وزیرِاعظم صاحب بھی وہاں تھے، Army کی leadership بھی وہاں موجود تھی۔ اس کی والدہ نے کہا کہ ایک مہینہ پہلے اس کی شادی ہوئی ہے، چار دن کے بعد اس نے اپنی duty پر جانا تھا، تو اس نے مجھ سے کہا کہ ماں دعا کرنا کہ میں شہید ہو جاؤں۔ ماں نے کہا کہ ماں کبھی یہ دعائیں نہیں کرتی کہ بیٹے کی جان چلی جائے، پھر وہ شہید ہو گیا۔ یہ ایوان ان لوگوں کے خلاف چاہے وہ بلوچستان میں ہوں، پنجاب میں ہوں، سندھ میں ہوں، پختونخوا میں ہوں، اس ایوان کو اپنا حصہ ڈالنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! ہم یہاں پر petty squabbling میں اتنے busy ہیں کہ ایک larger cause ہے، ہم ایک larger problem ہے which is overwhelming the country, اس کو ہم ignore کر رہے ہیں۔ یہ من حیث القوم ہماری ذمہ داری ہے، یہ کسی ایک ادارے کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ ہم یہاں پر Resolution پاس کر دیں، یہ کافی نہیں ہے کہ یہاں پر ہم تقاریر کر دیں۔ We must demonstrate solidarity with the boys, جو سینہ سپر ہو کر آپ کی حفاظت کے لیے اس وقت بھی کھڑے ہیں، دن رات کھڑے ہیں۔ یہاں پر سارا دن ہم سیاستدان سفارشیں کرتے ہیں کہ فلاں کو یہاں سے transfer کر کے فلاں کو وہاں لگا دیں۔ وہ گھر سے دور ہے، یا ہو سکتا ہے وہاں کمائی کم ہوتی ہو۔ یہ بھی ایک بہت بڑا motive ہوتا ہے کہ اس کی والدہ ہے، اس کے بچے ہیں۔ سارا دن یہ سفارشیں کرتے ہیں۔ آپ بھی کرتے ہوں گے، میرے سارے colleagues بھی کرتے ہوں گے۔

کیا ہماری جو دفاعی افواج ہیں، defence forces ہیں، ان کی یہ requirement نہیں ہے؟ چار چار، پانچ پانچ دفعہ وہ ایسی جگہ پر duty پر گئے ہیں، جہاں سے 50 percent chance ہوتا ہے زندہ واپس آنے کا۔ How can rest of the nation live in a bubble, جس میں corruption بھی ہے۔ جس میں کرپشن اور ہر قسم کی آسائشیں بھی ہیں۔ جو ہم بجٹ پاس کرتے ہیں یہ کتنا خرچ ہوتا ہے پاکستان کی عوام کے اوپر؟ PWD کو وزیرِاعظم نے کیوں ban کیا؟ آپ اپنے حلقوں میں دیکھیں آپ کو جو بجٹ allocate ہوتا ہے، اس میں سے کتنا خرچ ہوتا ہے؟

نیشنل لیڈر شپ اتنی بے خبر ہے کہ کرپشن ہو رہی ہے؟ دہشت گردی ہو رہی ہے؟ لیکن یہ گپ شپ کر رہے ہیں جناب سپیکر۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: Please kindlyآپ لوگ اندر جاکے بات چیت کر لیجئے،ایک بڑا serious issue discussہو رہا ہے۔جی۔

خواجہ محمد آصف: سر! یہ بھی ایک reflectionہے کہ how serious we are?یہ بھی ایک reflectionہے کہ پہلے وہاں پہ خواتین گپیں مار رہی تھیں، اب یہاں پہ تین ٹولیاں کھڑی ہیں۔It is a reflection of this House.یہ ہمارے کردار کے اوپر ایک reflectionہے۔یہ insensitivityاور بے حسی، اس ہاؤس کے اندر ہے۔How can you demand this to the public? John F. Kennedyنے کہا تھا "Do not say what country give you, say what you give to the country?"

یہ ہم لوگ جو leadersہیں۔اس کے لیے پاکستان کے گلی، محلے کے لوگوں نے عزت کے ساتھ ہمیں یہاں پہ بٹھایا ہوا ہے اور ہم کیا کرتے ہیں؟ایک صوبہ جو ہے اس میں criminalلوگ transit tradeسے مال کمانے والے ہیں، یہاں خیبر پختونخوا میں بھی transit tradeکا مافیا ہے۔وہاں افغانستان میں چیزیں نہیں پہنچتیں اور واپس ہماری مارکیٹ میں آجاتی ہیں۔ملتان کا بندہ نوشہرہ میں جاکے کیوں اپنا سامان کلیئر کرواتا ہے؟

آپ investigateکریں، When the goods are destined for Multan, Sialkot or somewhere else, why these goods are not being cleared at some convenient dry port?اور جب یہ criminalمافیا اتنا طاقتور ہو جاتا ہے تو وہ BLAکو اپنی حفاظت کے لیے hireکر لیتا ہے کہ میں تیل بھی smuggleکروں گا۔جو 40،50روپے لیٹر کے حساب سے مجھے پڑے گا اور وہ میں کراچی میں 200روپے کا لیٹر بیچوں گا۔کوئی ہے جو ان کو روک سکے؟

مجھے خود پتہ ہے کہ وہاں پہ کوئٹہ کے سینٹر میں ایک پیٹرول پمپ ہے جہاں پہ ایرانی تیل بکتا ہے، بہت بڑا نام ہے پیٹرول پمپ کے مالک کا۔ میرے بھائی محمود خان کو پتہ ہو گا۔دیکھ لیں۔

(مداخلت)

خواجہ محمد آصف: جی۔نہیں۔بجلی جو ہے وہ کسی arrangementکے تحت آتی ہے۔

Mr. Speaker: Kindly address the Chair.

خواجہ محمد آصف: لیکن، جناب سپیکر! میرے کہنے کا مطلب ہے کہ this is a wake up call. 177 terroristsہلاک ہوئے ہیں۔لیکن یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ آج سے نہیں کئی سالوں سے یہ کام ہو رہا ہے کہ وہاں پہ بسوں سے اتار کے ID cardدیکھ کے لوگوں کا قتل عام کیا جاتا ہے۔وہ زائرین غریب غرباء ہوتے ہیں، بسوں کے اوپر کوئی امیر آدمی سفر نہیں کرتا۔Let this House play some role in this crisis.تو ہم تو اتنے relevantپہلے بھی نہیں ہیں، پھر بالکل ہی irrelevantہو جائیں گے۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF A DELEGATION OF SENIOR JOURNALISTS FROM PAKISTAN PRESS CLUB UK, HEADED BY MUSARAT IQBAL IN THE GALLERY

جناب سپیکر: میں ایک announcement کرنا چاہ رہا ہوں۔

The House is being informed that a delegation of senior journalists from Pakistan Press Club UK, headed by Musarat Iqbal Sahib are present in the Visitors' Gallery. We welcome them.

DISCUSSION ON A MOTION UNDER RULE 259 *REG*: THE PREVAILING LAW AND ORDER SITUATION IN THE COUNTRY AND PARTICULARLY IN BALOCHISTAN

جناب سپیکر: جی، محمود خان اچکزئی صاحب۔

قائد حزب اختلاف (جناب محمود خان اچکزئی): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں ابھی تک آپ کے چیمبر میں آیا اور نہ آپ اپوزیشن چیمبر میں آئے ہیں۔ یہ فاصلے کم ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! دکھ ہوا، خواجہ آصف میرا دوست بھی ہے، بہترین سیاسی کارکن رہا ہے۔ جن لوگوں نے ان کے لیے تقاریر لکھیں وہ انتہائی ناقص اور کسی حد تک غلط بھی ہیں۔

جناب سپیکر! تھوڑا سا problem پاکستان کا یہ ہے اور یہ میرا دعویٰ ہے کہ بلوچستان تمام پاکستانیوں کے لیے blind spot ہے۔ کوئی بھی عام سے عام آدمی سے لے کر ہمارے دفتر خارجہ تک بلوچستان کو نہیں جانتا کہ بلوچستان کیا ہے؟

بلوچستان کو جناب سپیکر! میں کہاں سے شروع کروں تھوڑا سی مجھے اجازت دیں history میں جانے کی۔ بلوچستان صوبے کے چیف کمشنر کی حیثیت سے Robert Sandeman نے 1886ء میں Gandamak Treaty کے تحت، جب دوسری افغان جنگ میں انگریزوں نے قندھار اور جلال آباد کو occupy کیا اور جب وہ کابل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اس وقت کا بادشاہ شیر علی retreat کر گیا تھا شمال کی طرف۔ اس کا ایک بیٹا ایوب انگریزوں کے خلاف لڑنے چلا گیا اور دوسرا بیٹا یعقوب جیل میں تھا۔ مشہور مہمند کی لڑائی، جس میں ملالہ ایک استعارہ بن گئی ہے۔ اس جنگ میں پہلی دفعہ انگریز فوج کو قبائلی لوگوں کے مقابلے میں شکست ہوئی۔ لیکن قبائلی اپنی فتح برقرار نہیں رکھ سکے۔

ایوب اپنی تمام طاقت کے باوجود ایران چلا گیا۔ اس کے بڑے بھائی یعقوب کو جیل سے نکال کر انگریزوں نے گنڈامک، جلال آباد سے تقریباً 12 میل کے فاصلے پہ خیمہ لگا کر اس کو رکھا گیا۔

مئی 1879 کو وہاں ایک معاہدہ ہوا اور یعقوب کو کہا گیا کہ ہم آپ کو افغانستان کا بادشاہ بنائیں گے۔ اس نے کہا کس چیز کی بادشاہی؟ کابل میں بھی آپ بیٹھے ہوئے ہیں، جلال آباد بھی آپ کے پاس ہے، قندھار بھی آپ کے پاس ہے۔ کہاں کی بادشاہی؟ انہوں نے کہا ہم اس پہ مشورہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! May 1879 کو Gandamak Treaty sign ہوئی۔ اس میں انگریزوں نے کہا کہ ہم قندھار، کابل اور جلال آباد سے فوجیں نکال لیتے ہیں۔ لیکن آپ کو بعض علاقے ہمیں دینے ہوں گے۔ اس میں میرا دوست آپ کو تنگ کرتا رہتا ہے تیراہ پہ بولنے والا، اس کا درہ

خیبر، مچنی، پشاور کے قریب اور کرزئی ایجنسی اور ہماری طرف کوئٹہ کو چھوڑ کے پشتون علاقے کے assigned districts کو برٹش انڈیا کے نام سے افغانستان سے کاٹا گیا اور افغانستان کو یہ کہا گیا کہ ہم اس کا نظام خود سنبھالیں گے، یہ علاقے اب افغانستان کا حصہ نہیں ہوں گے بلکہ یہ British India کا حصہ ہوں گے۔ ہم یہاں taxes لگا کے چھ لاکھ روپے سالانہ Kabul کو دیں گے۔1886 میں بننے والی Durand Line سے بھی پہلے یہاں Robert Groves Sandeman ہمارا حکمران جو بڑا intelligent آدمی تھا۔ جناب سپیکر! انگریزوں میں ایک ایسی سوچ پائی گئی کہ افغانوں کے علاقے واپس کر کے democratic بنیاد پر رشتے بناؤ۔ Robert Sandeman نے کہا کہ نہیں، مجھے کام کرنے دیں، تو 1886 میں کوئٹہ کو مرکز بنا کر یہ جو علاقے کھینچے گئے تھے، سوائے خیبر کے ایک مسلمان کو چیف کمشنر province کا بنایا اُس میں صرف یہ پشتون علاقے تھے۔ ہمارے ساتھ صرف دو بلوچ رہتے تھے، ایک مری اور دوسرا بگٹی۔ دس سال بعد اپنی ضروریات کے تحت انہوں نے چاغی کا strip جو عراق کو جاتا ہے، یہ خان آف قلات سے لیز پر لے کر، میں بھول رہا ہوں، ایک لاکھ 86 ہزار روپے سالانہ کے حساب سے، اُس کو بھی ہمارے ساتھ شامل کیا، یہ اب جو جمال الدین کا علاقہ ہے۔ دو سال بعد 10 ہزار روپے پر کھوسہ اور جمالی کا علاقہ رومیلہ کے ساتھ ملا دیئے گئے جو اس وقت British بلوچستان تھا یہاں کوئی بلوچ نہیں تھا سوائے مری اور بگٹی کے۔

وہاں ایک governing body بنائی گئی، House of Lords کی طرز پر جس میں ہر قبیلے کے سردار کو لیا گیا، اور تقریباً 52 سرداروں میں سے صرف 6 بلوچ تھے۔ چاغی کے دو اور جمالی کے دو سردار تھے مری اور بگٹی، باقی سارے کے سارے پشتون تھے اور اُس کو شاہی جرگہ کہتے تھے۔ شاہی جرگہ وہ body تھی جو British بلوچستان کو سنبھالتی تھی۔ یہ واحد مسلمان Chief Commissioner Province کا تھا، اُس وقت NWFP پنجاب کا حصہ تھا اور سرے سے وجود ہی نہیں رکھتا تھا، اِس کا نام انہوں نے British بلوچستان رکھا۔ Olaf Caroe جو پشاور کا انگریز گورنر تھا، اُس نے کہا کہ It is misnomer. It should have been British Afghanistan. یہ Olaf Caroe کی کتاب کا، میں صفحہ بھول رہا ہوں، یہ Chief Commissioner Province بنا۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: یہ نہ کریں، please یہاں سے فون اٹھالیں۔ محمود خان صاحب آپ بات کیجئے۔

(مداخلت)

جناب محمود خان اچکزئی: پرواہ نہیں، خیر ہے۔ میں تاریخ بیان کرنا چاہتا ہوں، 1886 میں یہ Chief Commissioner صوبے کا بنا۔ Real بلوچستان، جو بلوچ علاقہ تھا، قلات، خاران، مکران، لسبیلہ اور جھل مگسی، یہ ہم سے علیحدہ states تھیں۔ تاریخ میں کبھی بھی پشتون اور بلوچ ایک administrator کے under نہیں لائے گئے۔ پہلی دفعہ یہ نیا province 1970 میں بنایا گیا اور بلوچ states کو ہمارے ساتھ ضم کر دیا گیا۔ جہاں تک آصف بھائی بتا رہے ہیں بلوچ states، جناب! آپ کی توجہ چاہیئے، Pakistan Independent Act میں جو کہا گیا ہے کہ پاکستان کن کن علاقوں پر مشتمل ہوگا۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: محمود صاحب آپ بات کریں۔

جناب محمود خان اچکزئی: پرواہ نہیں ہے، ٹھیک ہے یہی مہربانی کافی ہے۔ جناب سپیکر! Pakistan Independent Act میں جو ہمیں بتایا گیا، میں بھول رہا ہوں کہ Article 2 کا تیسرا part ہے یا Article 3 کا دوسرا part ہے، خواجہ آصف بھائی آپ کی توجہ چاہیئے، اس میں کہا گیا ہے کہ یہ یہ علاقے پاکستان میں شامل ہوں گے۔ اس ریفرنڈم کے بعد NWFP، سندھ، پنجاب، بنگال اور British Balochistan، اُس میں نہ فاٹا اور نہ states کا ذکر ہے کہ یہ پاکستان کا حصہ ہیں۔ 1948 میں پاکستانی فوجیوں نے خان آف قلات کو گرفتار کیا اور پھر اُن کی اسمبلی نے 1948 میں پاکستان کے ساتھ کوئی معاہدہ کیا، یہ اُس کی تاریخ ہے۔ 1970 میں یہ صوبہ بنا اور آج بھی ہے۔ خواجہ آصف کی بات ٹھیک ہے، میرے دوست ہیں، یہاں کوئی سن یا دیکھ رہا ہو گا، بلوچ states کی حیثیت آج بھی یہ ہے کہ کوئی پارٹی مری کے علاقے میں مری سردار کی مرضی کے بغیر جلسہ نہیں کر سکتی اور نہ کسی نے آج تک کیا ہے۔ بگٹی کے علاقے میں بگٹی سردار کی آشیرباد سے یا جوان کی پارٹی میں ہو گا یا ان کا مہمان یا میزبان ہو گا، تو وہاں جلسہ کر سکتا ہے۔ رند کے علاقے میں رند کی مرضی کے بغیر آج بھی جلسہ نہیں ہو سکتا۔ وہ بالکل دبئی والوں کی طرح راجواڑے ہیں۔ ان راجواڑوں کو آپ نے ہمارے ساتھ شامل کر دیا ہے، میں اس میں مزید نہیں جاتا۔ میں نے صرف اس کی تصحیح کرنی تھی۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ جو کل قتل عام ہوا، دُکھ کی بات ہے، میں اس کے حق میں نہیں ہوں۔ خواجہ صاحب نے ٹھیک کہا، غریب آدمی کو، نائی کو، درزی کو، راج کو، کسی ٹیچر کو اس بنیاد پر قتل کرنا کہ وہ کون سی زبان بولتا ہے، میں اس کو برا اور غلط کام سمجھتا ہوں لیکن ہمیں وہ باتیں نہیں چھپانی چاہئیں جو ہم کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ سوئی گیس جو سوئی کے علاقے سے نکلی ہے اور اب وہ وہاں سے ختم ہونے والی ہے اور یہاں پاکستان کے تمام علاقوں تک پہنچ گئی ہے، ہر جگہ پاکستانی ذہنوں میں سوئی گیس ایسے گھسی ہوئی ہے کہ ہم امریکا اور لندن میں بھی اسے سوئی گیس ہی کہتے ہیں لیکن جناب سپیکر! یہ سوچنے کی بات ہے کہ آج بھی مری اور بگٹی عورتیں لکڑی کی آگ سے روٹی پکاتی ہیں، آپ کو explanation کیلئے کون چھوڑے گا؟ آپ آج اگر جائیں، تو میرا گاؤں سوئی سے 180 میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں ابھی تک گیس نہیں پہنچی۔ پورے بلوچستان میں کہیں گیس نہیں پہنچی لیکن سارے پاکستان نے اس پر کارخانے چلا کر دنیا جہاں سے لاکھوں کروڑوں ڈالر کمائے۔ †[***] میں آج بھی کہتا ہوں کہ پاکستان کو جوڑنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ عوام کے اس ہاؤس کو مضبوط بنائیں۔ یہاں لوگوں کی طاقت لائیں۔

یہاں پشتون، بلوچ، پنجابی، سندھی اور سرائیکی جو صحیح طریقے سے elect ہوں اُن کو یہاں پر لائیں۔ نہ سندھی پاگل ہے کہ لڑے گا، نہ پنجابی پاگل ہے کہ پاکستان کو توڑنے کی کوشش کرے گا، نہ سرائیکی پاگل ہے اور نہ بلوچ۔ جناب سپیکر! ایک بات کہ ہم نے بہت ظلم کیا ہے اور ایک دفعہ ہمارا ملک ٹوٹ بھی چکا ہے۔ یہ راجہ صاحب، میرے سندھی اور میرے بلوچ بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، آج آپ بلوچ بھائی سے کہہ دیں کہ بلوچ بھائی ماضی گیا، آئیں بسم اللہ کریں، آپ کے ساحل اور وسائل پر پہلا حق آپ کے بچے کا ہے۔ آپ سندھی بھائی سے کہیں کہ آپ کے ساحل اور وسائل پر پہلا حق آپ کے بچے کا ہے۔ آپ پنجابی عوام سے کہیں کہ آپ کا اس ملک میں حصہ ہے، سرائیکی سے کہیں، یہ پشتون یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان سے آپ کہیں، میرا خیبر کا دوست بیٹھا ہوا ہے، پختونخوا میں اللہ نے جو نعمتیں پیدا کی ہیں اس پر آپ کے بیٹے کا پہلا حق ہے تو جناب سپیکر! پاکستان ایک بہترین گلدستہ بن جائے گا۔ †[***]۔ میرے دوست اگر ہم سب سر پر قرآن رکھ کر چیختے رہیں کہ پاکستان زندہ باد تو پاکستان زندہ باد نہیں ہو گا۔ پاکستان تب زندہ باد ہو گا جب بلوچ، پشتون، سندھی، سرائیکی اور پنجابی زندہ باد ہو گا پھر جا کر پاکستان ایک بہترین گلدستہ بنے گا۔ میں نے صرف تاریخ کے اوراق پلٹنے کیلئے کیونکہ جناب سپیکر!

---

†(*** بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے۔)

ان کو جو معلومات دیں گئیں وہ انتہائی ناقص ہیں، انہوں نے پختون آبادی جو 24% بتائی ہے دراصل پختون وہاں کا 50% ہیں، اس پر ہمارے لڑائی جھگڑے بھی ہوئے ہیں۔ خان آف قلات چونکہ ان باتوں کو سمجھتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ Chief ہے اور سارے سردار، سراوان ثانی ہیں پھر سارے سردار جھلاوان زہری ہیں اور یہ ان کا اپنا نظام ہے۔ جناب سپیکر آپ کی توجہ چاہیئے، خان آف قلات جب گورنر بنا تو اس نے ایک Ordinance جاری کیا۔ اسے پتہ تھا کہ یہ ایسے نہیں چلے گا خواجہ آصف بھائی اس Ordinance کو ڈھونڈیں۔ اس نے سند جاری کی تھی کہ اب چونکہ یہ صوبہ بن گیا ہے تو اس کو چلانے کا طریقہ یہ ہے کہ 50 فیصد بلوچ، 40 فیصد پختون اور 10 فیصد آباد کار۔ یہ بہترین فارمولا تھا 1977 میں۔ لیکن ہمارے یار دوستوں نے اسے پھاڑ کر فارغ کر دیا۔

جناب سپیکر! اب میں آتا ہوں یہ جو کل پرسوں کا واقعہ ہے اس پر بہت دکھ ہوا۔†[***] کیسے لوگ آئے پندرہ، اٹھارہ ڈسٹرکٹس میں بندوقیں لے کر۔ جناب سپیکر! Quetta city میں آپ ویڈیوز دیکھیں، منڈی کے قریب عام لوگ پھر رہے ہیں۔ ایک دو نہیں کئی بینکوں کو راکٹ مارے اور دو گھنٹے تک جناب سپیکر! کوئی حرکت نہیں ہوئی۔ یہ جو دو نمبر کی حکومت بیٹھی ہوئی ہے یہ اس وقت کہاں تھی؟ یہ صرف پیسہ چوری کرنے کے لیے اور پاکستان کو برباد کرنے کے لیے ہیں۔ جناب سپیکر! اس حکومت کو توڑ دینا چاہیئے .you must leave کوئی شریف آدمی ہوتا تو اب تک استعفیٰ دے دیتا۔ ملک میں ٹرینوں کے accident پر وزیر استعفیٰ دے دیتا ہے۔†[***] خدا کے لیے جو لوگ آپ کے پاس آئے وہ مرنے کے لیے آئے تھے۔ ورنہ وہ بھاگ کر چلے جاتے۔ وہ مرنے کے لیے آئے اور ہم انہیں مار دیا۔

اور پھر ٹی وی پر، جناب سپیکر! معافی چاہتا ہوں۔ امریکہ میں جب tower گرے تو اس وقت میں گھر میں مہمانوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ چاچا جہاز بلڈنگ سے ٹکرا گئے ہیں۔ لیکن جب دوسرا جہاز آیا within four minutes تو تمام امریکہ کے ٹیلی ویژن پر آیا کہ .America is under attack باقی سب کچھ بند ہو گیا تھا۔†[***] اور نقوی صاحب کہہ رہے تھے کہ اتنے runs فلاں نے بنائے اور اتنے فلاں نے بنائے، لعنت ہو اس بادشاہی پر۔ بند ہونا چاہیئے تھا۔ سارے TV Channel پر ایک بات ہونی چاہیئے تھی کہ پاکستان میں ہنگامہ ہے، اور دہشت گردوں کا حملہ ہے۔ کسی نے کچھ نہیں کیا۔ اس طرح یہ ملک نہیں چلے گا۔ جناب سپیکر! مہربانی کریں سمجھائیں اپنے دوستوں کو۔ کوئٹہ کی بات ہو رہی ہے میں record درستگی کے لیے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ خواجہ آصف صاحب کو جو کچھ بتایا گیا مجھے اس پر دکھ ہوا ہے۔ ہمارا دفتر خارجہ کیا لکھتا ہے۔ کوئٹہ کے نقشے میں جو سینٹر کا علاقہ ہے میاں غنڈی سے لے کر کچلاک تک یہ زمین کاسی پشتونوں کی ہے record میں ہے Left پر بازئی کاکڑ کی اور right پر یاسین زئی کاکڑ درانی کی ہے۔ میرے بلوچ دوست ہیں کسی بلوچ سردار، کسی بلوچ خان کی، کسی بلوچ وڈیرے، بلوچ دہشت گرد یا بلوچ عالم کی اپنی پدری دس ایکڑ زمین بھی کوئٹہ میں نہیں ہے۔ .This is Quetta انگریزوں کا Gazetteer آپ پڑھیں۔ خواجہ صاحب میں آپ سے کہہ رہا ہوں انگریزوں والا gazetteer پڑھیں 1946 میں وہ لکھتے ہیں .Quetta is an absolute Afghan city

---

†(*** بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے۔)

کرتی ہے سر! لٹھ ہیں Baloch is nominal albeit 9% of the population is Brahui speaking جوreside and Bolan. کے دھانے پر۔ یہ کوئٹہ کی تاریخ ہے۔ البتہ دو قبیلے ہیں ہمارے ساتھ لہڑی اور شہوانی۔ وہ لٹھ بند ہیں کاسیوں کے۔ بزگر، لہڑی اور شہوانی۔ یہ کوئٹہ کی تاریخ ہے۔ اس پر دکھ ہوا جناب سپیکر۔ نہ کسی television نے گانے بند کیے۔ نقوی صاحب تو لگے ہوئے تھے کہ فلاں ٹیم کو ہم نے ہرا دیا ہے اور وہ بھارت کے ساتھ نہیں کھیلیں گے فلاں نہیں کریں گے۔ جنازے کے لئے آپ گئے تو کون سا جنازہ، کبھی ایسا ہوا ہے کہ ایک، دو، تین، چار، پانچ اضلاع میں پھر رہے ہوں گھنٹوں †[***] دوسری بات یہاں اس کی ہو رہی ہے شہباز بھائی نہیں آیا۔ عمران خان صاحب کی صحت کے بارے میں بات ہو رہی ہے کہ وہ غالباً بیمار ہے۔ جناب سپیکر! وہ آپ کا colleague رہا ہے آپ کے علاقے کا ہے۔ کون سا آسمان گرے گا؟ ہر آدمی کا اپنا کوئی Personal ڈاکٹر ہوتا ہے اس کو بھیج دیں۔ خواجہ صاحب حکم دے دو۔ دو Personal Doctor's معائنہ کر کے آجائیں گے اور سب کو بتا دیں گے کہ اس کی صحت کیسی ہے۔ سارا پاکستان لگا ہوا ہے کہ آنکھ میں یہ تھا اور وہ تھا۔ رات کو یہ ہوا اور وہ ہوا، ایسا نہیں ہوتا۔ عمران خان صاحب آپ کے پاس ہے آپ کی property ہے۔ وہ عام آدمی نہیں ہے وہ بہت زیادہ followers کا leader ہے۔ میں شہباز بھائی کو خط لکھوں گا۔ میں نے کہا اس میں کون سی بری بات ہے اس کے کوئی Personal Doctor's ہوں گے دو آدمیوں کو بھیج دیں وہ check کر لیں گے۔ عمران خان کی صحت کو۔ ہر بات کا بتنگڑ بنانا اور ہر بات کو مسئلہ بنانا، مسئلے بنانے سے کچھ نہیں ملے گا۔ جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ time نہیں لیتا خواجہ آصف صاحب کو میں بھیجوں گا کیونکہ ان کو غلط معلومات دی گئی ہیں اس مسئلے کا علاج ہو گا۔ ورثا کے مسئلے کا علاج ہے۔

جناب سپیکر: کچھ suggestions دیجیے، کوئی تجاویز دیجیے۔

جناب محمود خان اچکزئی: ایک فقرہ رانا صاحب نے سینیٹ میں کہا کہ وہاں لوگوں کو گاڑیوں سے اتار کر مارتے ہیں۔ جناب سپیکر! جس علاقے میں یہ عمل ہوا اس سے ایک ڈپٹی کمشنر کا دفتر 20 میل، دوسرے کا دفتر 35 میل اور تیسرے کا 30 میل پر ہے۔ وہ 5 گھنٹے لگے رہے and nobody moved. کوئی نہیں آیا۔ جن علاقوں میں یہ کرتے ہیں تو شکوک اس لیے بڑھتے ہیں۔ آپ کو میں اس لیے کہتا ہوں کہ آپ کے لوگوں سے رشتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہر پہاڑی پر مسلح لوگ موجود ہیں۔ لیکن یہ تماشے ہوتے ہیں کہ کوئی کسی کو نہیں روکتا۔ یہ جو کوئلہ نکالتے ہیں اس کے لئے پہاڑ میں سوراخ کیا جاتا ہے جس میں مزدور جاتا ہے جناب سپیکر! اس کو اچ کہتے ہیں خواجہ صاحب نوٹ کر لیں †[***] آپ نے ٹھیک بات کی ہے بسم اللہ کریں پاکستان کو بچائیں۔ پاکستان کو بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی دشنام طرازی نہ کریں کہ تم نے یہ کیا اور میں نے یہ کیا۔ نہیں آئیں توبہ کریں۔ اس ملک کو مل کر چلائیں اس کو بچائیں۔ بچانے کا واحد راستہ ہے, pure democracy یہ ہاؤس طاقت کا سرچشمہ ہے۔ ہر صوبے میں لوگوں کی بادشاہی اور حکومت ہے، جناب سپیکر! زندگی میں کیا ہو رہا ہے اور کیا کام ہم کر رہے ہیں۔ غریب آدمی کو دیہاڑی بھی نہیں ملتی۔ ہماری غلط پالیسیوں اور دہشت گردی کی انہوں نے بات کی۔ خواجہ صاحب میں آپ کا احترام کرتا ہوں کیونکہ آپ میرے دوست ہیں آپ کے والد کے ساتھ میرے والد کا تعلق رہا۔ ہمیں تاریخ کو مسخ نہیں کرنا چاہیئے۔ دہشت گردی کہاں سے آئی؟ †[***] جناب سپیکر! افغانستان کی بات ہو رہی ہے۔ ٹھیک

---

†(*** بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے۔)

ہے، سمگلنگ ہے، فلاں ہے، میں اس میں نہیں جاتا۔ میرا دوست ہے۔ میں تلخ لہجے میں نہیں بات کرتا۔ افغانستان سے اس طرف ہماری لئے تین چیزیں مفت ہیں، بجلی، تیل اور گیس۔ You can bring it from Afghanistan وہاں سے جو پائپ لائن آئے گی، اس پائپ لائن کے ہمیں کروڑوں ڈالر ملیں گے سال میں۔ اس پر کام کریں، بات کریں۔ مستقل دشمنیاں نہیں ہوتیں۔ جرمنی اور فرانس نے ایک دوسرے کے لاکھوں لوگ مارے۔ آج ان کے درمیان پاسپورٹ نہیں ہے۔ ہم نے مستقل دشمنیاں بنائی ہوئی ہیں کہ فلاں یہ ہے۔ خدا کے لیے اس ملک کو بچائیں۔

جناب سپیکر! علاقے میں جو کچھ ہو رہا ہے تو میں آپ سے request کروں گا دہشت گردی اور جو کچھ ہمارے خطے میں ہو رہا ہے، اس کے لیے دو دن رکھیں۔ آپ مہربانی کریں۔ آپ کے بعد ڈپٹی سپیکر ہوتا ہے پھر 4 آدمی اور ہوتے ہیں، پینل آف چیئر پرسن ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! آپ جائیں، ڈپٹی سپیکر بیٹھے، کوئی دوسرا بیٹھے، لوگوں کو بولنے دیں۔ جام صاحب کے دادا کے ساتھ میں پارلیمنٹ میں تھا۔ اب تو اس کی بھی داڑھی سفید ہو گئی ہے۔ یہ سب بولیں گے۔ ہماری بہنیں بولیں گی، لوگوں کو بولنے دیں۔ ہمیں بہت کچھ ملے گا۔ آپ مہربانی کریں۔ آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لیتا۔ God bless you۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ہماری ایجنسیز نے دہشت گردی کے خلاف اپنی جانوں کے نذرانے دیے ہیں۔ ہمیں اپنی ایجنسیز اور فورسز کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیئے کہ انہوں نے جس طرح دہشت گردی سے ہماری جان چھڑائی اور civilians کو بچایا ہے۔ Civilians بھی بے گناہ مارے گئے۔ میں جو پورشن ہے، اس کو بعد میں expunge کروں گا۔ جی راجہ پرویز اشرف صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: شکریہ، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک بڑے سانحے کے بعد recently بلوچستان کے حوالے سے ہمارے وزیر دفاع صاحب نے اس واقعے کے محرکات کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ہمارے honourable Leader of the Opposition نے تاریخ بتائی اور انہوں نے اپنے انداز سے اس مسئلے کے بارے میں جو بھی کہا۔ جناب سپیکر! ایک بات سے میں اتفاق کروں گا کہ اب صرف ایک دوسرے کو دشنام دینا، ذمہ دار ٹھہرانا، تنقید کرنا اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے کوئی بحث مباحثہ کرنا یقیناً مسئلے کا حل نہیں ہے۔ دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی اتنا بڑا عفریت بن چکا ہے اور اتنی بڑی تباہ کاری لا چکا ہے اور لا رہا ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: راجہ پرویز اشرف صاحب۔

راجہ پرویز اشرف: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ دہشت گردی نے پاکستان کو جتنی گزند پہنچائی ہے اور جتنی تباہی پھیلائی ہے اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی حکومت نہیں چاہے گی کہ اس کے دور میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ رونما ہو۔ کوئی صوبائی حکومت بھی نہیں چاہے گی کہ اس کے صوبے میں امن وامان کا کوئی مسئلہ پیدا ہو، وہاں کوئی دہشت گردی کا واقعہ رونما ہو۔ دہشت گردی ایک ایسا ظلم ہے کہ اگر

کہیں پر بھی ہے تو وہاں امن قائم نہیں ہو سکتا، ترقی نہیں ہو سکتی، خوشحالی نہیں آسکتی، لوگوں کے چہروں پر خوشی نہیں آسکتی۔ وہ ہر وقت غم اور کرب کے عالم میں زندگی گزارتے ہیں۔ یہی حال پاکستان کا بڑے عرصے سے ہے۔

جناب سپیکر! مجھے یاد ہے کہ 80 کی دہائی میں اسلام آباد کے گھروں میں compound walls نہیں ہوا کرتی تھیں، 4 فٹ کی hatch لگی ہوتی تھی اور لوگ امن وامان سے زندگی گزارا کرتے تھے، سکیورٹی گارڈ کا کوئی concept نہیں تھا کہ کوئی private آدمی سکیورٹی گارڈ رکھے گا یا اس کے ساتھ کوئی ڈالہ move کرے گا یا کوئی سکیورٹی کمپنی سے لوگ hire کرے گا یا اس کے ساتھ بھی کلاشنکوف ہو گی۔ اس طرح کی کوئی بات نہیں تھی۔ جیسے ابھی یہاں بات ہوئی ہے۔ اس کی کوئی بھی وجوہات ہوں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ آپ کوئی گھر بھی مجھے ایسا نہیں دکھا سکیں گے کہ جس کے باہر ایک سکیورٹی گارڈ رائفل لے کے نہ کھڑا ہو۔ جو متمول لوگ سفر کرتے ہیں ان کے ساتھ سکیورٹی گارڈ بھی ہوتے ہیں، کلاشنکوفیں بھی ہوتی ہیں۔ جو پاکستان کے غریب لوگوں کا مسئلہ دو وقت کی روٹی ہے اور ان کو زندہ رہنے کے لیے بڑی struggle کرنی پڑتی ہے۔ جیسے Defence Minister نے بھی کہا ہے اور Leader of the Opposition نے بھی کہا ہے۔ انہوں نے بس میں سفر کرنا ہوتا ہے، وہ نہتے اور غریب لوگ ہیں، ان کا کوئی بس نہیں چلتا، نہ انہوں نے کوئی پالیسی بنانی ہوتی ہے، نہ وہ کسی کا حق مارتے ہیں، نہ وہ کسی کا حق مارنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ وہ تو بے گناہ لوگ ہیں، معصوم لوگ ہیں۔ ان کا اس طریقے سے قتل ہونا کسی ملک میں بھی، کسی صوبے میں بھی، دنیا میں کہیں بھی، اس سے بڑا کوئی ظلم نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ظلم اس ملک میں ہو رہا ہے۔ اور اس کے کیا عوامل ہیں، کتنا ہم نے اس کو seriously یہاں پر debate کیا، کتنا اس کا seriously ہم نے یہاں پر تجزیہ کیا، کتنے گھنٹے ہم نے اس پر بحث کی، کتنا ہم نے فکر کے ساتھ اس مسئلے کو لیا۔

جنابِ سپیکر! جب حادثات ہو جاتے ہیں، اس کے بعد ہم ایک دن، دو دن کے لیے alert ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد یہاں پر چند تقاریر بھی ہو جاتی ہیں، اور پھر معاملہ اسی طرف چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں Leader of the House تھا، اور موجودہ Leader of the Opposition کو یاد ہو گا کہ کوئٹہ میں 88 آدمی شہید کر دیے گئے تھے، قتل کر دیے گئے تھے۔ وہ معصوم لوگ تھے، مذہب کے نام پر، sect کے نام پر 88 آدمی شہید ہوئے اور ان کی dead bodies وہاں رکھ کر، سینکڑوں لوگ اکٹھے ہوئے ہوئے تھے اور وہ burial نہیں ہو رہا تھا۔ تو پوری دنیا میں پاکستان کا تماشہ بنا کے رکھ دیا گیا ہے کہ یہ بھی ایک ایٹمی ملک ہے، اکیسویں صدی میں، جہاں پر اتنی بے دردی سے لوگوں کو قتل کیا گیا ہے، مردوں کو، عورتوں کو بچوں کو اور وہاں لاشیں پڑی ہوئی ہیں، اور وہ دفنانے نہیں جا رہے۔ میں اور میرے ساتھی وہاں پر پہنچے، بہر حال وہ ایک لمبی story ہے، میں اس واقعے کی بات نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن یہ واقعات جو ہیں، یہ تو آپ کے رونگٹھے کھڑے کرنے کے لیے کافی ہیں۔ یہ تو بہت بڑا alarm ہے جو کافی عرصے سے اس ملک میں بج رہا ہے اور بد قسمتی سے ہماری priority یہ نہیں ہے۔ ہم صرف یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کام فوج اور Security Agencies کا ہے، پولیس کا ہے، فلاں Deputy Commissioner کا ہے۔

جناب سپیکر! یہ کام اس House کا ہے۔ میں اتفاق کرتا ہوں، Leader of the Opposition کی بات سے بھی اور Defence Minister سے بھی، کہ ہم نے کتنا serious ہو کر ان معاملات کو دیکھا اور سمجھنے کی کوشش کی۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے majority Members کو تو اتنا اندازہ بھی نہیں ہو گا کہ یہ ہو کیا رہا ہے وہاں پر۔ مجھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ میرے علاقے میں آئے دن شہداء کی میتیں آتی ہیں۔ وہ فوجی افسر اور جوان ہوتے ہیں۔ میں خود قبرستان میں جا کر ان کا جنازہ پڑھتا ہوں اور ان کو دفن کرتا ہوں۔ ہم لوگ پھر پاکستان کا ایک جھنڈا ان کی قبر پر لگا دیتے ہیں، salute کرتے ہیں کہ ہمارا شہید جو ہے وہ ہمارے قبرستان میں آکر سو گیا۔

جناب سپیکر! کب تک؟ یہ ایک قومی مسئلہ ہے۔ اس کو آپ صرف ایک سرسری طور پر دیکھ کر اور ہاتھ جھاڑ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ priority number one ہے۔ آپ کہتے ہیں economy بہت بڑا مسئلہ ہے، میں کہتا ہوں economy تو ٹھیک ہو جائے گی۔ Economy تو اس وقت ٹھیک ہو گی جب امن و امان بحال ہو گا اور law and order ٹھیک ہو گا۔ جب لوگوں کو یہ احساس ہو گا کہ ہم محفوظ ہیں۔ اگر عدم تحفظ کا خطرہ ہو گا تو معاشرہ کیسے ترقی کرے گا؟

جناب سپیکر! اس وقت میں اس میں نہیں جانا چاہتا کہ بلوچستان میں سرداروں کا کیا role ہے، پشتون خواتین کا کیا role ہے، پنجاب میں ہمارے دوسرے لوگوں کا کیا role ہے یا سندھ کے وڈیرے کیا کر رہے ہیں۔ اس کو چھوڑیں۔ اس وقت یہ پاکستان ہے، اس کے چار صوبے ہیں، چار اکائیاں ہیں، یہ وفاق ہے، اس کا نام پاکستان ہے، اور یہ ایٹمی طاقت ہے۔ 2018 میں جو کچھ ہوا وہ ہو گیا، میں 1947 کے بعد کی بات کر رہا ہوں، میں 1973 کے آئین کی بات کر رہا ہوں۔ اب آئین کیا کہتا ہے؟ کہ ہمارا یہ ملک ہے، اس کے چار صوبے ہیں اور چار اس کی حکومتیں ہیں تو ہم نے اس ملک کو چلانا ہے۔ اب پنجابی ہو، بلوچ ہو، سندھی ہو، پختون ہو، ہم تو پاکستانی ہیں، پہلے یہ بھی ہمیں فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہم سب سے پہلے پاکستانی ہیں۔ جب تک پاکستان ہماری priority نمبر ون نہیں ہو گا تو میں پنجابی تو بن سکتا ہوں، پاکستانی نہیں بن سکتا۔ پاکستان کی میں کوئی خدمت بھی نہیں کر سکوں گا، پاکستان کو مضبوط بھی نہیں کر سکوں گا۔ پاکستان ہے تو پنجاب بھی ہے، پاکستان ہے تو بلوچستان بھی ہے، پاکستان ہے تو سندھ بھی ہے، پاکستان ہے تو خیبر پختونخوا بھی ہے۔

میں نے ایک بہت بڑے لیڈر سے پوچھا، میں نام نہیں لوں گا، ان کا تعلق بلوچستان سے تھا، میرے لیے وہ بزرگ تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ جو آپ آزاد بلوچستان کی بات کرتے ہیں تو کیا آزاد بلوچستان رہ سکتا ہے؟ انہوں نے کہا بالکل نہیں رہ سکتا، چند گھنٹے بھی نہیں رہ سکتا۔ تو یہ سیاسی stunt جو ہیں، سیاست کرنے کے اور بھی بہت سارے tools ہیں۔ بالکل، میں کہتا ہوں کہ میں پنجابی ہوں، پوٹھواری ہوں، لیکن میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میں پہلے پاکستانی ہوں۔ وفاق ہے، پاکستان ہے، تو میں ہوں۔ پاکستان ہے تو سندھ ہے، پاکستان ہے تو خیبر پختونخوا ہے، پاکستان ہے تو بلوچستان ہے۔ ہم نے یہ priority چھوڑ دی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان بلوچ کسی پنجابی کو بس سے اتار کر اس کو گولی مارے گا، کیونکہ میں سمجھتا ہوں

کہ کوئی پنجابی، سندھی، پٹھان، پشتون جو بھی ہے، وہ کسی کو نہیں مارے گا، بے گناہ کو کون مارے گا؟ کیونکہ کوئی معاملہ تو اور ہے جو ہمارے اوپر زبردست طریقے سے تھوپا جارہا ہے۔ تو یہ کون کر رہا ہے؟

سرکار، میں آپ کی ساری بات مان لیتا ہوں۔ Leader of the Opposition کی، مجھے یہ بتائیں کہ کلبھوشن کیا کر رہا تھا؟ کیا وہ حقیقت نہیں ہے؟ کیا افغانستان سے در اندازی نہیں ہو رہی؟ کیا ہندوستان نے اتنے بڑے دفاتر، جو کہ ہمارے سارے اس بارڈر کے ساتھ کھول رکھے ہیں، کس لیے؟ اب وہ direct clash کر کے تو اس نے دیکھ لیا، جنگ کر کے تو دیکھ لی۔ ہماری بہادر افواج نے اس کے دانت کھٹے کر دیے۔ اب اس کے پاس یہی راستہ ہے کہ وہ بلوچ کو پنجابی سے لڑادے، پنجابی کو سندھی سے لڑادے، سندھی کو پشتون سے لڑادے، مہاجر کو local سے لڑادے، local کو مہاجر سے لڑادے۔ یہ ایک بہت بڑی سازش ہے، جنابِ سپیکر! اس کو ہم نے عام انداز سے نہیں دیکھنا بلکہ اس کو بڑی عرق ریزی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ہم آپس میں تو نہیں الجھ رہے۔ کہ یہاں سے وزیرِ دفاع اگر تقریر کریں گے تو Leader of the Opposition کہہ دیں گے کہ آپ کے پاس جو معلومات ہیں یہ ساری غلط ہیں۔ اس سے کام نہیں چلے گا۔

اب آپ نے جیسے میں، میں appreciate کرتا ہوں، آپ میرے بزرگ ہیں، بڑے بھائی ہیں، Leader of the Opposition جو very intelligent person, very experienced person، بڑی سوچ والے آدمی ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ کیوں نہیں initiative لیتے ہیں آپ؟ اب وہ پوری جماعت ہے، میرا ان کے لیے بہت احترام ہے۔ جس سے آپ گزر رہے ہیں، اس میں سے ہم بھی گزر چکے ہیں۔ لیکن آپ کی priority اس وقت صرف ایک۔ ہونی بھی چاہیئے تھی، لیکن آپ کی top most priority یہی ہے۔ جیسے کہ ابھی آپ نے بھی کہا کہ عمران خان جیل میں ہیں، وہ بڑی پارٹی کے لیڈر ہیں، ان کے ساتھ ایسا ہونا چاہیئے یا ایسا نہیں ہونا چاہیئے، میں اس بحث میں نہیں جاتا۔ لیکن آپ اس کو رکھیں اپنی priority، آپ کی top most priority پاکستان ہونا چاہیئے۔ اسی طریقے سے یہاں سے ہم صرف اس وجہ سے نہ رد کر دیں آپ کی بات کو کہ آپ اپوزیشن ہیں ہمارے۔ جب پاکستان کی بات آتی ہے تو وزیرِ دفاع نے جو فرمایا، جو بات کی، اس ایک بات سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ آئیں، یہاں پاکستان کی بات ہے، وہاں تو ہم اکٹھے ہو جائیں۔ آئیں، جہاں دہشت گردی کے خاتمے کی بات ہے، وہاں تو ہم اکٹھے ہو جائیں۔ آئیں، پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کی بات ہے، وہاں تو اکٹھے ہو جائیں۔ ہم کیا کر رہے ہیں؟ اگر کل کشمیر کی line of control پر جو ہوا تھا، ہندوستان چڑھ دوڑا تھا، اگر پاکستان کی عوام اور ہماری بہادر افواجِ پاکستان کھڑی نہ ہوتیں، آپ سب لوگ کھڑے تھے، پورا House ساتھ کھڑا تھا تو آپ نے انڈیا کو شکستِ فاش دی تھی۔ آج اگر ہمارے وطن کا سپاہی رات کو border پر duty دے رہا ہوتا ہے یا دہشت گردوں کے خلاف سینہ سپر ہو کہ اپنی چھاتی پہ گولیاں کھاتا ہے، بموں سے اڑایا جاتا ہے، شہید ہوتا ہے۔ تو اگر اس کو یہ پتہ چلے کہ قوم تو کوئی اور راگ الاپ رہی ہے یا کچھ لوگ اس کی قربانی کو undermine کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو کیا پھر اسی جذبے سے وہ لڑے گا؟

میں ہمیشہ اس لیے بھی شاید کہتا ہوں کہ میں جس خطے سے تعلق رکھتا ہوں۔اس کے سینے پہ دو نشان حیدر ہیں۔ ہمارا ہر تیسرا گھر جو ہے جب بھی کوئی جنگ ہوتی ہے پاکستان میں تو وہ affect ہوتا ہے، جوان شہید ہوتے ہیں یا غازی بنتے ہیں یا ان کے اعضاء ختم ہو جاتے ہیں۔اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کا ایک بازو شمشیر زن ہیں۔ ہمیں پتہ ہے کیا بیتتی ہے ان گھروں کے اوپر اور کیا وہاں پر ہوتا ہے؟

جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی نے تو آکر بلوچوں سے معافی مانگی تھی۔ ہماری قیادت نے، آصف علی زرداری صاحب، It is on the record انہوں نے معافی مانگی تھی۔ آپ تو کہتے ہیں ناں کہ بھول جاؤ ہم نے تو کہا کہ بھئی کسی اور نے بھی جو کیا ہے۔ ہم تو جس وقت تک حکومت میں ہیں، اس کی معافی مانگتے ہیں۔

ہم نے مل کر آغاز حقوق بلوچستان کیا، بلوچستان کو priority دی۔ جو آپ وسائل کی بات کر رہے ہیں پیپلز پارٹی نے اسے اپنے منشور کا حصہ بنایا کہ جہاں سے بھی کوئی minerals ہیں، معدنیات ہیں، کوئی قدرتی اس کے اثاثے ہیں، اس پر ان کا پہلا حق ہے۔ آئیں ناں پھر اس پہ بات کرتے ہیں۔ لیکن پہلے نفرت ختم کریں، غصہ کم کریں، سیاست کو سیاست ہی رہنے دیں اور جو ہمارے قومی ادارے ہیں ان پر بے جا تنقید نہ کریں میں یہ آپ کو بتا دوں۔اس سے آپ کو بھی کچھ حاصل نہیں ہو گا اور جو بھی کرے گا اسے بھی کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ایسا کر کے ہم پاکستان کو کمزور کرتے ہیں۔ یہ سب کے ادارے ہیں ناں، یہ ہمارے ادارے ہیں۔

آج ہندوستان کو اگر یہ پتہ چل جائے کہ پاکستان کی فوج کمزور ہو گئی ہے اور وہ اپنے ملک کا دفاع نہیں کر سکیں گے۔ تو کیا ہم جناب والا! یہاں پر اس طرح بیٹھ سکتے ہیں؟ جناب سپیکر! کیا ہم محفوظ ہوں گے؟ ہم اسی لیے محفوظ ہیں ناں کہ ہمارے یہ جو بچے ہیں، ہماری قوم کے یہ بچے جو ہیں، جو قوم کے بیٹے ہیں یہ اپنی جانوں کا نذرانہ دیتے ہیں، قربانی دیتے ہیں، ہمیں ان پر فخر ہے اور ہمیں کرنا چاہیئے ان پر فخر۔ کیوں نہ کریں؟

اب یہ بھی ہو گیا ہے کہ جو اس کے خلاف بات کرو تو سیاست چمکتی ہے۔ یہ بات مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی کہ قومی اداروں پر آپ تنقید کریں، ان پر حملہ آور ہوں تو آپ کو سیاسی طور پر زیادہ پذیرائی ملتی ہے۔ کہاناں پذیرائی ملتی ہے؟

تو میں نہایت ہی احترام سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا جناب سپیکر! کہ اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے اس پر آپ مکمل بحث کرائیں۔اس پر کوئی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں پارلیمان کی تو بنائیں اور اس کی تہ تک پہنچیں اور پھر کوئی suggestion دیں۔ یہاں House کے سامنے کوئی تجویز رکھیں کہ یہ تجویز ہے جس پر چل کر آپ مسئلہ حل کر سکیں گے۔ اگر آپ صرف یہ تجویز دیتے ہیں مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ عمران خان سے کسی کی ملاقات ہونی چاہیئے یا نہیں ہونی چاہیئے، ضرور ہونی چاہیئے۔

لیکن اس سے بلوچستان پر کیا اثر پڑے گا یہ بھی آپ پھر ثابت کریں؟ اس وقت کیونکہ بلوچستان کے لیے وہ آپ اپنی جگہ پر کریں، اس میں میں نہیں کہتا کہ آپ ناجائز بات کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں اس وقت اگر بلوچستان کی بات ہو رہی ہے، law and order کی بات ہو رہی ہے، دہشت گردی کی بات ہو رہی ہے تو اس کے خاتمے کے لیے آپ کوئی تجویز دیں گے تو پورے پاکستان میں میں سمجھتا ہوں کہ ایک اطمینان کی لہر دوڑے

گی کہ ہمارا پارلیمان ان معاملات کو سنجید گی سے دیکھ رہا ہے۔ میں بھی یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی نہ کوئی حل ادھر سے ہی نکلے گا ان شاءاللہ تعالیٰ۔ بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ خواجہ آصف صاحب میرا خیال ہے کہ یہاں جو Agencies کو criticize کیا گیا ہے تو اس کی بالکل کوئی ضرورت نہیں تھی۔ آپ نے Agencies کو جو criticize کیا Leader of the Opposition نے تو آپ ان کو وہ data دیں کہ کتنے ہزار operations ناکام کرائے ہیں انہی Agencies نے۔ یہ چند واقعے تو ہو رہے ہیں لیکن کتنے ہزار واقعے ہونے سے روکے گئے ہیں وہ بھی کسی وقت ضرور لا کے دیجئے گا۔ 9/11 ہوا تو ملک اکٹھا ہو گیا تھا اور Agencies کو strengthen کیا گیا تھا، اس وقت نہ American President نے resign کیا تھا اور نہ Agencies نے۔ بلکہ انہوں نے future میں روک لیا تھا۔ تو یہاں جتنے operations روکے ہیں Agencies نے، اس کا بھی ممبران کو کسی وقت ذرا بتایئے گا۔ جی خواجہ آصف صاحب۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: میں دیتا ہوں۔ جی۔

خواجہ محمد آصف: جناب سپیکر! میں ایک، دو منٹ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ clear کر دیجئے گا۔ ابھی خواجہ صاحب، Basically we should unite on these issues.

خواجہ محمد آصف: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! آپ نے اچھی suggestion دی ہے۔ I will gather this information and may be tomorrow or day after tomorrow میں یہ information House کے سامنے رکھ دوں گا کہ پچھلے دو، تین سال میں کتنے operations ہوئے ہیں؟ ہماری کتنی شہادتیں ہوئی ہیں؟ ہم نے کیا achieve کیا ہے؟ یہ بالکل آپ نے صحیح کہا ہے اور محمود خان Leader of the Opposition نے بھی یہ کہا ہے کہ یہ ایک سفر ہے جو ہم نے پچھلے 78 یا 79 سال میں طے کیا ہے۔ جس میں کئی اُتار چڑھاؤ آئے، priorities change ہوئی ہیں ہماری، considerations different ہو گئی ہیں، we have grown up into perhaps as a responsible citizens of this country. یہ سارا جو ایک evolution ہوا ہے for better or worse یہ تو تاریخ فیصلہ کرے گی۔

لیکن میں پچھلے دو تین سال کی ایک بات سے محمود خان سے اتفاق کرتا ہوں کہ دہشت گردی جو ہے وہ ہماری افغانستان کے معاملات میں جب روس نے invasion کیا، اس کی مداخلت کی وجہ سے ہمارے ملک میں دہشت گردی آئی۔ ہم نے دروازے جو کھولے ہیں دہشت گردی کے اوپر۔ اگرچہ وہ ہماری جنگ نہیں تھی۔ جناب سپیکر! میں ایک دو منٹ لوں گا وہ ہماری جنگ نہیں تھی، ہماری روس کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں تھی۔ انہوں نے invade کیا، ایک superpower کا وہاں پہ clash ہوا، دو دفعہ ہوا، اس کے بعد بھی ہوا۔

تو اس میں ہمارا جو ہے میں پنجابی کی مثال نہیں دینا چاہتا کہ ہماری کوئی وہاں پہ رشتہ داری نہیں تھی۔ وہ لڑی جارہی تھی ہاتھیوں کی جنگ اور بیچ میں ہم جو ہے پسے ہیں۔ اور آج بھی وہ اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور قیمت ہم ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس نے 80 کی دہائی میں جنرل ضیاء صاحب کے وقت اور بعد میں جنرل مشرف کے وقت جو مداخلت ہم نے وہاں پہ کی وہ ہمیں نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ ہم پچھلے تین سال سے اس چیز کو correct کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک جنگ جو ہمارے ماضی کے کرتوتوں کی وجہ سے یا ہمارے initiative کی وجہ سے ہم پہ مسلط ہوئی تو ہم اب اس baggage کو اپنے کندھوں سے، اپنے آپ سے بوجھ کو اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے لیے ہمارے بچے وہ قیمت ادا کر رہے ہیں۔ We must realize that کہ اپنے آپ کو اس دلدل سے extract کرنے کی ہم کتنی بڑی قیمت ادا کر رہے ہیں، and we have to do it as a nation, ہم fragmentation جو ہے اس وقت afford نہیں کر سکتے۔

تو یہ باتیں جو ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ دہشت گرد جو ہیں اب وہ ایک criminal syndicate بن چکے ہیں۔ چاہے وہ افغانستان میں بیٹھے ہوئے ہیں، افغانستان کے rulers بھی اس میں شامل ہیں۔ میں نے ان سے دو دفعہ negotiate کیا، دو دفعہ میں گیا ہوں اور پھر ہمارے دوسرے لوگ بھی جا کے negotiate کرتے رہے ہیں۔

میں کابل گیا، 10 ارب روپے ان کو offer کیا۔ انہوں نے مانگا ہم نے offer کیا۔ ہم نے کہا جی ٹھیک ہے guarantee دے دیں کہ یہ آپ جہاں پہ جا کے ان کو بسائیں گے وہاں سے یہ پھر واپس نہیں آئیں گے guarantee نہیں .No guarantee یہ mistakes ہیں جو we are trying to correct them اور وہ ہم اپنے خون سے correct کر رہے ہیں۔ We must realize that کہ اپنی قربانیوں سے، کوئی بیان دیتے وقت یہ سوچے کہ یہ بچے شہید ہوتے ہیں جس طرح راجہ صاحب نے کہا ہے یہ بچے جن کی میتیں اپنے گھر میں آتی ہیں۔ کتنی بڑی قیمت ہم ادا کر رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے یہ فیصلے کیے تھے دنیا سے چلے گئے ہیں۔ لیکن قوم کتنی دیر تک ان فیصلوں کی قیمت ادا کرے گی؟ اور ان کے اندر جب criminal syndicate شامل ہو جائیں گے۔ ان میں ایسے لوگ شامل ہو جائیں جو بھارت کے لیے یا افغانستان کے لیے یا کسی اور طاقت کے لیے استعمال ہو رہے ہوں۔ .Sir! We have to, یہ اس کے لیے قربانیاں ہم نے دینی ہیں، آئندہ بھی ہمیں دینی پڑیں گی۔ لیکن ان قربانیوں کو belittle نہ کریں۔ ان شہیدوں کے جا کے جنازے پڑھیں اور ان کے گھروں میں جا کے پُرسہ دیں، avoid نہ کریں۔ یہ ہماری responsibility ہے، یہاں پر ہم جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ .We are privileged people ہم لوگ جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم اس قوم کا، جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں چہرہ مہرہ ہیں۔ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ واقعی ہم چہرہ مہرہ ہیں؟ چہرہ مہرہ تو ہم ہیں، میں گھر میں رضائی میں سویا ہوتا ہوں لیکن ایک بچہ سیاچن پر بیٹھا ہوتا ہے، آپ کی ملکی سرحدوں کو guard کر رہا ہوتا ہے۔ میرے ساتھ میرا اسٹاف آفیسر ہے وہ پانچ دفعہ وہاں اُس ایریا میں depute رہا جہاں پر اس وقت دہشت گردی ہے۔ ہمارے پاس ہماری constituency کا بندہ آتا ہے کہ transfer ہو گئی ہے، ہمیں واپس بلائیں، گھر ہے، بچے ہیں، یہ ہے وہ ہے۔ 50% chances ہوتے ہیں کہ زندہ واپس آجائیں۔ جو لوگ

ہمارے افغانستان کے ساتھ سرحد پر تعینات ہوتے ہیں یا جو لوگ بلوچستان میں تعینات ہوتے ہیں۔ We must realize that کہ یہ جو لوگ اس وقت قربانیاں دے رہے ہیں، یہ کس کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں؟ یہ کس کا قرض اتار رہے ہیں؟ آج سے 20 سال یا 30 سال پہلے جو لوگ تھے ان کا قرض اتار رہے ہیں۔ ہم نے وہ قرض اتارے جو واجب بھی نہیں تھے، ان کے اوپر واجب نہیں تھے، وہ ہماری generation پر واجب تھے۔ جب یہ ہو رہا تھا ہم اُس وقت بھی MNA تھے۔ یہاں پر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو اُس وقت بھی نیشنل اسمبلی کے ممبر تھے، کیوں محمود خان صاحب؟ Don’t belittle them. Recognize their sacrifices, the ultimate sacrifices. یہ جو جنگ ہم اس وقت لڑ رہے ہیں یہ بہت بڑی cost pay کر رہے ہیں۔ ہمارے جو بچے شہید ہو رہے ہیں، جو لڑ رہے ہیں پوری قوم کو ان کے پیچھے کھڑے ہونا چاہئیے۔ They must have this feeling. کہ قوم ان کے ساتھ کھڑی ہے، وہ کسی isolation کے اندر قربانی نہیں دے رہے۔ وہ اس لئے قربانی دے رہے ہیں کہ ہم رات کو آرام سے سو سکیں، ہمارے بچے سو سکیں، ہمارے بچے اچھا future تلاش کر سکیں، دوسرے ملکوں میں جا سکیں۔ یہ realization ہونی چاہئیے before uttering a word over here. میں نے یہاں پر بڑی بڑی تقریریں کی ہیں، میں نے بڑا بڑا criticism کیا ہے لیکن وقت آج کیا demand کر رہا ہے؟ یہ واقعات ہم سے کیا demand کر رہے ہیں؟ ہم سے یہ demand کر رہے ہیں کہ اس ہاؤس کے اندر سے یکجہتی کا پیغام جائے۔ Aisles کی دونوں side سے ایک پیغام دیں کہ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں، آپ وطن کی existence کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہاں سے جب negative message جاتا ہے تو اُس وقت اُن کی ہمتوں پر کیا گزرتی ہوگی؟

جناب سپیکر: جمال خان رئیسانی صاحب۔

نوابزادہ میر جمال خان رئیسانی: جناب سپیکر! بہت شکریہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جیسا کہ آپ کو پتہ ہے کہ گزشتہ دو دن سے بلوچستان کی سیکورٹی کے جو بدلتے ہوئے حالات ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں ایک چیز پھر سے یاد دلاتے ہیں کہ دہشت گردی نہ ہی کسی قبیلے یا خاندان کا مسئلہ ہے اور نہ ہی ایک صوبے کا مسئلہ ہے بلکہ یہ پاکستان کے خلاف سرعام جنگ ہے۔ آج اس Floor پر میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو جنگ ہے نہ ہی کسی تحریک کا حصہ ہے، یہ نہ ہی کوئی حقوق کی جنگ ہے، یہ صرف اور صرف دہشت گردی ہے۔ جناب سپیکر! جب یہ واقعات ہوتے ہیں تو عموماً میں بھی اس ہاؤس کا دو سال سے ممبر رہا ہوں، ہم صرف اس بارے میں بیانات دیتے ہیں۔ ہمیں چاہئیے کہ ہم دوٹوک اور واضح پالیسیاں اپنائیں، جو احتساب اور شفافیت پر مبنی ہوں۔ ہمیں ضرورت ہے ایک ایسے national narrative کی جو کہ وفاداری کو مشکوک دکھانے کی بجائے اُس کو مضبوط دکھائے۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں آج کوئٹہ سے لوٹا ہوں، میرا حلقہ سریاب ہے، اکثر واقعات سریاب کے علاقے میں ہی ہوئے ہیں۔ میں چونکہ son of the soil ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر مجھے اپنی سیکورٹی فورسز کو خراج تحسین پیش کرنا ہو گا جنہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ خاص طور پر بلوچستان پولیس، خاص طور پر افواج پاکستان اور ان غازیوں کو بھی میں سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے سیسہ پلائی دیوار بن کر ان دہشت گردوں کا سامنا کیا۔ میں عوام کو بھی سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے ان دہشت گردوں کو رد کیا۔

جناب سپیکر! یہ تو ہماری law enforcement agencies کا کام تھا۔ اب ہم اپنی طرف آتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں as a سیاستدان اور as a representative ہم کیا کر رہے ہیں۔ آج بھی ہمارے بزرگ بات کر رہے تھے تو مجھے بہت افسوس ہوا۔ مجھے اس لئے افسوس ہوا کہ آج بھی اس ایوان میں دہشت گردی کے ساتھ ساتھ confusion بھی پایا جاتا ہے۔ ہم سیدھا کیوں نہیں بول سکتے کہ ان عناصر کا اور خاص طور پر BLA جیسے عناصر کا، فتنہ الہندوستان جیسے عناصر کا ماضی میں کیا کردار رہا ہے؟ ہم کیوں اس کو حقوق کے ساتھ جوڑتے ہیں؟ کیا ہمیں نہیں پتہ کہ ان کا تعلق نہ ہی بلوچستان کے لوگوں سے ہے، نہ ہی ان کا تعلق بلوچی روایات سے ہے، نہ ہی ان کا تعلق بلوچستان کے حقوق کے ساتھ ہے، اور نہ ہی یہ کبھی بلوچستان کے لوگوں کے خیر خواہ رہ سکتے ہیں۔ ہم ایک طرف بلوچستان کی خواتین کو شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سکالرشپ کے تحت کیمبرج بھجوانے کی کوشش کر رہے ہیں، Oxford بھجوانے کی کوشش کر رہے ہیں اور دوسری جانب یہ ان کے ہاتھوں میں کلاشنکوف دے کر انہیں suicide bombers بنا رہے ہیں۔ جن بلوچ نوجوانوں کو لاپتہ قرار دیا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان سے کہیں زیادہ نوجوانوں کو اس نام نہاد آزادی کی لاحاصل جنگ میں BLA جیسی تنظیم اور فتنہ الہندوستان جیسی تنظیمیں استعمال کرتی ہیں۔ یہ سچ ہے۔ اگر آج ہم سچ سے منہ پھیر لیں گے تو ہم پاکستان کے ساتھ ساتھ بلوچ قوم کے بھی غدار ہوں گے۔

جناب سپیکر! Constitution of Pakistan کے بعد Charter of Democracy کے بعد ہمارے پاس ایک plan ہے جسے National Action Plan کہا جاتا ہے۔ ہم نے تو problems کے اوپر بات کی، اب implementation کے اوپر بھی بات کرنی چاہیئے کہ ہم کیوں فیل ہو رہے ہیں اور National Action Plan پر ہم کیوں نہیں بات کر سکتے؟ ہمارے وزیر دفاع صاحب یہاں بیٹھے ہیں، ہمارے بزرگ ہیں، انہوں نے اس جنگ کو کہا کہ یہ حقوق کی جنگ نہیں ہے۔ میں اُن سے ایک سیدھا سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ پیغام کس کو دے رہے ہیں۔ ایک طرف آپ کا دشمن آپ کے ملک کو توڑنے کی بات کر رہا ہے، ایک طرف آپ کا دشمن آپ کی ریاست کی خود مختاری کو چیلنج کر رہا ہے اور ہم یہاں پر بیٹھے ایک وضاحتی بیان دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے حقوق کی جنگ کبھی بھی بندوق سے نہیں ہو گی، ماضی میں بھی ہم نے دیکھا کہ اِسی پارلیمان سے بلوچستان کو حقوق ملے ہیں۔ ہمارے راجہ صاحب نے آغاز حقوق بلوچستان کی بات کی، پیپلز پارٹی 18th Amendment اس لئے لائی کہ ہمیں اپنے ساحل اور وسائل پر حق ملے۔ جناب سپیکر! جو کہتے ہیں کہ یہ حقوق جنگ کی لڑائی ہے ہم اِسے مسترد کرتے ہیں۔ یہاں بیٹھے ہوئے بلوچستان کے نمائندے اس چیز کے گواہ ہوں گے۔

جناب سپیکر! ایک اور افسوس کی بات ہے کہ بلوچستان میں ایک بہت بڑا سانحہ ہوا ہے، چاہیئے تھا کہ Interior Minister یہاں خود بیٹھتے لیکن افسوس کے ساتھ کہ وہ یہاں پر نہیں ہیں۔ جب بھی ایک واقعہ ہوتا ہے تو وہ کوئٹہ پہنچ جاتے ہیں، بیانات دیتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کبھی وہ کسی ایس ایچ او کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی پتہ نہیں کیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ریاست کی حکمت عملی نہیں بلکہ یہ اپنے فرائض سے فرار ہونا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید وزیر داخلہ صاحب بلوچستان کی تاریخ سے ناواقف ہیں۔ ہمارے بزرگ محمود خان اچکزئی نے بلوچستان کی بڑی اچھی اور پیاری تاریخ بیان کی۔ میں آج اس ایوان کو یاد دلانا چاہوں گا کہ 2008 میں بلوچستان کے حالات اس سے بھی بدتر تھے۔ میں اس وقت کی بات کر رہا ہوں جب بلوچستان میں پاکستان کا پرچم لہرانا تو دور کی بات ،اُسے دیکھنا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا۔ اُس وقت میرے والد شہید سراج رئیسانی سمیت بہت سارے محب وطن پاکستانیوں نے پاکستان کا جھنڈا اٹھایا، انہوں نے ان عناصر کا مقابلہ کیا، ہمیں دھمکیاں ملیں، ہم نے شہادتیں بھی دیں لیکن پھر بھی ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ پاکستان کے جھنڈے کو کچھ ہو۔

آج میں ان عناصر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہیں لگتا ہے کہ بلوچستان آزاد کریں گے۔ کیا بشیر زیب کو لگتا ہے کہ وہ ہنڈا 125 پر بیٹھ کر بلوچستان کو آزاد کروائے گا۔ کیا یہ بھول گئے ہیں کہ بلوچستان بہادروں کی سرزمین ہے۔ کیا یہ بھول گئے ہیں کہ بلوچستان ایک ایسی سرزمین ہے جہاں پر وفادار اور بہادر پیدا ہوتے ہیں۔ کیا یہ بھول گئے ہیں کہ بلوچستان شہید سراج رئیسانی جیسے شیروں کی سرزمین ہے جب وہ زندہ تھے تو بی ایل اے جیسے عناصر بلوچستان میں پر مارنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچتے تھے۔ Balochistan is not a piece of cake اور ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں۔

آخر میں، میں اس ایوان کے ذریعے ان واقعات پر جن کو سیاسی رنگ دیا جاتا ہے جو کہ political point scoring ہر وقت استعمال ہوتا ہے میں ان کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کی منافقت کی زنجیروں کو توڑنا چاہیئے۔ ہمیں سچ بولنا چاہیئے۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے۔ خدارا اس پارلیمنٹ کو صرف مذمتی بیان تک محدود نہ کریں۔ یہ وقت ہے کہ ہم اس جنگ کو سنجیدگی سے لیں جو ہمارے پاکستان پر مسلط کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ دہشت گردی کے خلاف ایک آواز بنیں۔ ایک واضح لائحہ عمل طے کریں تاکہ ہم solutions کی طرف آگے بڑھ سکیں۔ یہ ایوان confusion کا شکار قطعاً نہیں ہو سکتا۔ یہ ایوان اتنا کمزور نہیں ہے اور ہمیں اتنی کمزوری دکھانے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ ہم ایک ریاست بن کر فیصلہ کریں گے یا آج کے بعد ہمیں تاریخ کے پنوں میں تماشائیوں کی فہرستوں میں یاد رکھا جائے گا۔ جناب سپیکر! آج میں اس ایوان سے دو سوال کرنا چاہوں گا کہ کب تک وفادار پاکستانی اپنے ہی ملک میں غیر محفوظ رہیں گے ؟ کب تک قربانی دینے والوں کو نظر انداز اور سازش کرنے والوں کو نوازا جائے گا۔ پارلیمنٹ اور ریاست کو آج یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ کیا وہ ان کے ساتھ کھڑے ہیں جو قربانی دیتے ہیں یا ان کے ساتھ کھڑے ہیں جو پس پردہ آگ لگاتے ہیں۔ آج میں واضح الفاظ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مضبوط بلوچستان ہی مضبوط پاکستان ہے۔ پاکستان ہمارا ہے اور بلوچستان پاکستان کا ہے۔ بلوچستان ہم سب 24 کروڑ عوام کا ہے۔ بلوچستان کل بھی پاکستان کا حصہ تھا اور آج بھی

پاکستان کا حصہ رہے گا اور تا قیامت رہے گا اور کسی کے باپ میں بھی اتنی جرأت نہیں ہے کہ وہ بلوچستان کو آزاد کر سکے۔ انہی الفاظ کے ساتھ پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیرسٹر گوہر صاحب۔

جناب گوہر علی خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! میں دو پوائنٹ پر بات کروں گا ایک عمران خان کی صحت کے حوالے سے اور دوسرا terrorism کے حوالے سے جو اس وقت specially ہم نے take-up کیا ہوا ہے۔ سب سے پہلے میں terrorism والے issue پر بات کروں گا۔ جناب ڈپٹی سپیکر! بلوچستان پاکستان کا حسن ہے اس پر حملہ جس انداز سے ہوا ہے یہ پورے پاکستان پر حملہ ہے۔ آج بلوچستان پر حملے کی مذمت پاکستان کی کال ہے اور یہ ہمارے ایمان میں ہے ہم سب بلوچستان میں دہشت گردی کی ایک آواز ہو کر شدید مذمت کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ دہشت گردی پر سیاست نہ کرو۔ دہشت گردی کے خلاف ایک narrative رکھو۔ دہشت گردی کے خلاف نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کریں۔ دہشت گردی جہاں بھی ہے اس کی ہم اور ہر forum پر مذمت کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! 177 terrorists کو مارا گیا تقریباً 50 کے قریب ہمارے جوان، افسران اور سویلین شہید ہوئے ہیں۔ ہم ان شہیدوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں ان کی شہادت اس قوم کی حیات ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے ہمیشہ سے یہ کہا ہے کہ ان شہداء کا خون کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ پاکستان دہشت گردی کے خلاف لڑتا رہے گا جب تک آخری دہشت گرد اس ملک سے ختم نہیں ہو گا۔ ہم سب یہ واضح کر چکے ہیں کہ جو ہتھیار اٹھاتا ہے جو ہماری value ہمارے way of life کے خلاف لڑتا ہے جو ہمارے نوجوانوں کو، عورتوں کو، بچوں کو، مساجد کو، عید گاہوں کو، جنازہ گاہوں میں لوگوں کو شہید کرتے ہیں وہ اس ملک کے دشمن ہیں۔ ہم ان میں کوئی فرق نہیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس ساری دہشت گردی کے خلاف انڈیا کا ہاتھ ملوث ہے۔ انڈیا کی ہی یہ دہشت گرد تنظیمیں ہیں ہم ان سب کی مذمت کرتے ہیں اور کرتے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس پر سیر حاصل بحث ہو گی ان شاءاللہ اس ایوان میں۔ لوگ اپنی suggestions دیں گے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ لیکن ایک بات برملا میں آپ کو کہہ دوں کہ اگر کوئی علاقہ backward ہے غربت ہے لاعلمی ہے resources نہیں ہیں تو دہشت گردی کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ ملک بہتر ہے اور بہتر ہو گا اور دہشت گردی کی ہمارے ملک میں، ریاست میں، پاکستان میں کوئی جگہ نہیں اور ہمارے ملک میں کسی بھی دہشت گرد کو ان شاءاللہ سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ وہ جہاں بھی ہو گا ہم ان کے خلاف لڑتے رہیں گے ان شاءاللہ یہ ہمارا مکمل عزم ہے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد میں ایک چیز کا ذکر کروں گا کہ اس ایوان میں نیشنل ایکشن پلان کا تو ذکر ہوا ہے لیکن one size does not fit all ہم نے یہ کہا ہے کہ جب یہ ایوان آپ کے سامنے Resolution لے کر آئے تو اس پر عملدرآمد کریں۔ اسی طریقے سے صوبائی اسمبلیوں نے بھی Resolutions پاس کیے ہیں اور ان صوبائی حکومتوں کو آپ onboard لیں جب آپ دہشت گردی کے خلاف ایکشن لیں۔

اس دہشت گردی کے خلاف صوبائی حکومتوں اوران کی Resolution کو بھی آپ consider کریں۔ان صوبائی حکومتوں کو مضبوط بھی کریں۔ این ایف سی ایوارڈ کے تحت جو حقوق ان کو دینے ہیں، resources دینے ہیں وہ بھی ان کو دے دیں۔

جناب سپیکر! نیشنل ایکشن پلان کے علاوہ جو 14 پوائنٹس واپس آئے تھے اس میں majorly جتنا بھی کام ہوا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ دہشت گرد اپنا پینترا بھی بدلتے ہیں۔ جس طریقے سے آج اس ایوان کو بتایا گیا کہ ان کے پاس goggle بھی ہے۔وہ thermal weapons بھی ان کے پاس ہیں۔وہ modernize ہو گئے ہیں۔یہاں تک کہ وہ طالبان جن کا لوگوں کو تصور نہیں تھا لیکن آج وہ ڈرون استعمال کر رہے ہیں۔11 سال پہلے نیشنل ایکشن پلان پر action ہوا تھا اس کو شاید revisit کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اتفاق کے ساتھ سب بیٹھ کر ایسا ایکشن لیں جس سے ہمارے بچے اور ہمارا ملک اس ناسور سے ہمیشہ کے لیے بچ جائیں۔جناب سپیکر! دوسرا خان صاحب کی بیماری کا میں ضرور ذکر کروں گا۔جناب سپیکر! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ملک کا سب سے بڑا crisis سب سے بڑا بحران عمران احمد خان نیازی کو جیل میں رکھنا ہے۔نہ وہ جیل میں ہوتے اور نہ یہ بحران ہوتا۔جناب سپیکر! اس کی health کا جب issue آجاتا ہے تو وہ صرف پی ٹی آئی یا ہمارے لیے نہیں بلکہ وہ تمام پاکستانیوں کا concern ہے۔جناب سپیکر! جو جیل کے manual ہیں اس کا rule 795 یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی جیل میں بندہ بیمار ہے تو اس کے خاندان کو مطلع کیا جائے۔خان صاحب ایک بہت بڑی پولیٹیکل پارٹی کے لیڈر ہیں، رہنما ہیں، رہبر ہیں۔جناب سپیکر! اس سے ہٹ کر بھی جیل میں ان کا right ہے۔خان صاحب کے ڈاکٹر کو اجازت نہیں دی گئی، لیڈر شپ کو اجازت نہیں دی گئی۔ فیملی ممبرز کو اجازت نہیں دی گئی۔ بشریٰ بی بی last 4th November کو خان صاحب کو ملی تھی اور پھر last time 2nd December کو ملی ہے۔جب خان صاحب کو جیل سے پیمز ہسپتال لایا گیا تو فیملی اور معالج سے غیر آئینی غیر قانونی jail rules کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس بات کو چھپایا گیا۔جناب سپیکر! کیا ان کو علاج تجویز کیا گیا؟ جب ان کو واپس جیل بھیجا گیا تو جناب سپیکر! متضاد خبریں نظر آنے لگیں۔پہلے انہوں نے یہ کہا کہ ایسا ہوا ہی نہیں ہے کہ ان کو لایا گیا ہو۔پھر یہ کہا گیا کہ لایا گیا ہے لیکن 20 منٹ کے بعد، جناب سپیکر! ہم اپوزیشن والے unanimously اس ایوان سے مطالبہ کرتے ہیں حکومت سے کہ یہ rules of law کی violation ہے۔جناب سپیکر! یہ ہائی کورٹ کے آرڈر کی violation ہے۔یہ SOPs کی violation ہے اور یہ رولز کی violation ہے۔اس کو ٹارچر کہتے ہیں اور international دنیا سے اگر آپ ان کو isolate کرتے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ خان صاحب کو فی الفور ڈاکٹر کی اجازت دی جائے۔جناب سپیکر! ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کل 3 کو ہماری ملاقات کا دن ہے اور میں آج توقع کروں گا کہ ہمارے Leader of the Opposition نے حکومت کے نمائندگان سے Floor of the House میں سوال کیا ہے اور اس کا جواب ہم مانگ رہے ہیں اور ہمیں اس کا جواب ملنا چاہیے۔ہمارا کل بھی خان صاحب کے ساتھ ملاقات کا دن ہے۔بچے کب تک حکومت کے ساتھ functions منائیں گے اگر والدین کو آپ جیل میں رکھیں گے۔خان صاحب کو جیل میں رکھنا اس ملک کا سب سے بڑا بحران ہے۔عوام اور ہر بندہ آپ سے پوچھ رہا ہے۔جناب سپیکر! Enough is enough کل Tuesday ہے اس کو مزید نہ بڑھائیں ہمیں access دیں اور

اس کو ensure کرائیں۔ قوم اکٹھی ہو گی تو دہشت گردی کے خلاف جنگ بھی ہم لڑیں گے۔ اگر ہم آپس میں divide ہو گئے تو پھر ہمارے لیے دشمن کی ضرورت نہیں ہے اور ہم خود دشمن بن جائیں گے۔ جناب سپیکر! اللہ نہ کرے کہ یہ ملک ایسے circumstances کا شکار ہو۔ اگر آپ ایسے اقدامات نہیں کریں گے تو پھر آپ حالات کو اس نہج پر لے کر جائیں گے۔ میں ایک مرتبہ پھر درخواست کروں گا کہ جناب سپیکر! حکومت کا ہمیں جواب آنا چاہیے۔ کل کی ہماری access ہر صورت بحال ہو۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آسیہ اسحٰق صاحبہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے نجکاری (محترمہ آسیہ اسحٰق صدیقی): بہت شکریہ، جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے ایک نہایت اہم موضوع پر مجھے اظہارِ خیال کی اجازت دی۔ سب سے پہلے میں بلوچستان میں ہونے والی دہشت گردی کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔ MQM پاکستان کی جانب سے میں اپنے دفاعی اداروں، intelligence agencies, security forces, افواجِ پاکستان، FC کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے فتنہ الہندوستان کے ایک بڑے propagated حملے کو نہ صرف ناکام بنایا بلکہ بھارت کو یہ واضح اور سخت پیغام بھی دیا کہ ان شاء اللہ بلوچستان ہو یا پاکستان کا کوئی بھی کونہ ہو، تمہاری ہر سرمایہ کاری ضائع ہو گی۔ اس بات پر پورا پاکستان یک زبان ہے۔

یہاں اس ایوان میں سوال اٹھا کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ میں بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتی ہوں کہ جب تک عام، غریب آدمی کو اختیارات اور وسائل اس کے door steps تک نہیں ملیں گے، تب تک ملک دشمن عناصر ان معصوم لوگوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے رہیں گے۔ لہٰذا میں اس ایوان سے، پاکستان پیپلز پارٹی اور اپوزیشن کے تمام معزز اراکین سے ہاتھ جوڑ کر توجہ کی اپیل کرتی ہوں خدارا پاکستان کو اولین ترجیح دیں۔ راجہ پرویز اشرف صاحب نے بجا فرمایا کہ قومیت سے پہلے ہماری priority پاکستان ہونا چاہیئے۔ سر! آپ کے توسط سے راجہ صاحب سے ایک بات کہوں گی کہ اگر ہم اپنی سیاسی جماعت کو بھی پاکستان سے اوپر رکھتے ہیں تو پھر ہم پاکستانی نہیں رہتے۔ پاکستان ہماری سیاست سے بالاتر ہے۔

لہٰذا میں ایک بار پھر ہاتھ جوڑ کر گزارش کرتی ہوں کہ پاکستان کی بھلائی، سکیورٹی اور stability MQM Pakistan کے پیش کردہ بلدیاتی آئینی ترمیمی بل میں پوشیدہ ہے۔ سر! یہ پاکستان کی چوبیس کروڑ عوام اور پاکستان کی security کا معاملہ ہے۔ آخر کب تک ہم دہشت گردوں کو مارتے رہیں گے اور کب تک ان کی مظلومیت کو استعمال کرتے ہوئے معصوم لوگوں کو استعمال کرتے رہیں گے؟ یہی راستہ ہے جس سے پاکستان مستحکم ہو گا۔ آج بھارت اس نہج پر پہنچ چکا ہے کہ وہ کرکٹ جیسے کھیل کو بھی weapon of war کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔

میں حکومتِ پاکستان کو شاباش دیتی ہوں کہ اس نے واضح فیصلہ کیا کہ پاکستان دہشت گرد بھارت کے ساتھ نہیں کھیلے گا۔ وہ ہمارے معصوم شہریوں اور افواج کے جوانوں کے خون سے کھیلیں اور ہم ان کے ساتھ کرکٹ کھیلیں۔ یہ ہرگز قابل قبول نہیں۔ بھارت نے پہلے Big 3 کے نام پر پاکستان سے فراڈ کیا، پھر IPL سے ہمارے کھلاڑیوں کو نکالا، ہمارے Commentators اور Empires پر پابندیاں لگائیں، اور اب یہی سلوک بنگلہ دیش کے ساتھ بھی کیا۔ Enough is enough۔ ہم نے مئی میں بھارت کی اکڑ نکالی اور آج الحمدللہ جواب International

Cricket Council (ICC) نہیں بلکہ انڈین کرکٹ کونسل بن چکی ہے اور بھارتی بی جے پی کا ایک mouth piece بن چکی ہے۔ اس کی بھی اکڑ ٹھکانے لگی ہے۔ الحمدللہ جس سرعت، چابک دستی اور جانفشانی کے ساتھ ہماری افواج نے بلوچستان میں جواب دیا، وہ قابلِ تحسین ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ آخر کب تک ہم اپنے جوانوں کے خون کی قربانی دیتے رہیں گے؟ میں اس ایوان کے ذریعے پیپلز پارٹی، PTI, JUI اور PMLN کی اس بات کو endorse کرتی ہوں کہ خدارا اس بات پر ہماری آئینی ترمیم کو رد نہ کریں کہ ہم سندھ میں آپ کے political opponent ہیں۔ یہ سندھ یا کسی جماعت کا نہیں بلکہ پاکستان کی سلامتی کا مسئلہ ہے جس کو حل کرنا ہے۔ میں پھر راجہ صاحب والی بات کروں گی کہ اگر واقعی ہماری ترجیح پاکستان ہے تو ہمیں اپنی سیاسی وابستگیوں سے اوپر اٹھنا ہوگا۔ MQM Pakistan کی جانب سے Article 140 A میں پیش کی گئی ترمیم میں پاکستان کی survival depend ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ایک ادھر سے دے دوں۔ میاں خان صاحب پھر آپ کو دیتا ہوں۔ شاہدہ اختر علی صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ بیگم: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج دہشت گردی موضوعِ بحث ہے، جس پر JUI نہ صرف سنجیدہ بلکہ رنجیدہ بھی ہے۔ ہم نے ہر forum پر اس ناسور کی نہ صرف مذمت کی بلکہ نشاندہی اور suggestions بھی دیں، بالخصوص خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے حوالے سے۔ جناب سپیکر! جس طرح آج قومی اسمبلی کی کارروائی کا آغاز شہداء کے لیے دعا سے ہوا، وہ قابلِ تحسین ہے۔ یہ شہداء یقیناً اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں، مگر ان کے اہلِ خانہ کے لیے صبر کی دعا کرنا آسان ہے، صبر کرنا آسان نہیں۔ کل ڈیرہ اسماعیل خان میں کرنل عمران اپنے پانچ اہلکاروں سمیت شہید ہوئے، اور بلوچستان میں کرنل ودان دہشت گردوں سے مقابلہ کرتے ہوئے گولیوں سے چھلنی ہوئے اور بے ہوش ہونے تک لڑتے رہے۔

جناب سپیکر! افواجِ پاکستان، FC, Levies اور پولیس پر مسلسل حملے ہو رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان حملوں کے محرکات کیا ہیں؟ یقیناً اس پر یہاں پہلے بھی نشاندہی ہوئی ہے۔ ہمیں ادراک ہے اور خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے نمائندگان اس درد کو بہتر سمجھتے ہیں، کیونکہ ہم خود sufferer ہیں۔ ہمارے گھروں پر Rocket Launchers داغے گئے ہیں۔ ہم ان علاقوں میں نہیں جاتے۔ میرا تعلق لکی مروت سے ہے۔ ہمارے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے ہر forum پر کہا ہے کہ دہشت گردی کی اس لہر پر قابو پایا جائے۔ ہم اپنے علاقوں میں محفوظ نہیں ہیں۔ ہمارے علاقوں میں صورتِ حال یہ ہے کہ کوئی ایک پولیس چوکی بتا دیں جس پر حملہ نہ ہوا ہو۔ اس ایوان میں کمزور پالیسیاں کیوں بن رہی ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ پسِ پردہ محرکات آشکار نہیں ہوتے اور پس پردہ جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ہوتا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آج ہمیں حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا۔ اور اس حقیقت پر عمل پیرا بھی ہونا چاہیئے کہ کیا وہ محرکات ہیں، کیا وجہ ہے کہ پاکستان آج اس دہانے پر کھڑا ہوا ہے۔ چاہے افغان مہاجرین کا مسئلہ ہو، چاہے دہشت گردی کا ہو، چاہے Porous Border کا ہو، یہی عوام ہمیشہ سے دہشت گردی کا بھی شکار رہی ہے، افغان مہاجرین کے بوجھ تلے جا رہی ہے، اور بدقسمتی سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ وہاں پر حکومت کی ناقص پالیسیاں بھی ہم بھگت رہے ہیں، چاہے وہ صوبائی حکومت کی ہوں یا وفاق کی طرف سے کوئی negligence ہو۔ ہم sufferer ہیں۔ جنابِ سپیکر! ہم پاکستانی ہیں۔

JUIنے کسی بھی مقام پر پاکستان کے نام کو نیچے نہیں دکھایا، ہمیشہ ہم نے اس علم کو بلند کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ ہم پاکستانی ہیں، رہیں گے، اور پاکستان پر مرمٹنے کے لیے ہر وقت تیار ہیں، لیکن آوازوں کو نہ دبایا جائے، حقیقت کو آشکار کیا جائے۔

جے یو آئی جو ہے وہ آپ کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ یہ کرسیاں وقتی طور پر ہیں، ہم وہاں بھی بیٹھے ہیں، یہاں بھی بیٹھے ہیں، اور ان شاءاللہ ایوان کا حصہ نہ ہوتے ہوئے بھی پاکستان کا علم ہمارے ہاتھوں میں ہوگا، ان شاءاللہ اس پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

جنابِ سپیکر! پاکستان کی جو جگہ ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ آپ کا pointآ گیا ہے۔ جناب میاں خان۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے توانائی (جناب میاں خان): شکریہ جنابِ سپیکر! بلوچستان کے علاقے کوئٹہ میں جو واقعہ ہوا ہے، میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں۔ اور میں دہشت گردوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ یہ جو آپ لوگوں کا بزدلانہ حملہ ہے، یہ کبھی بھی، ان شاءاللہ، مکمل نہیں ہوگا۔ اور ہماری پاک فوج، FC اور پولیس، اور ان شاءاللہ جہاں قربانی دینا پڑے گی وہاں دیں گے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑرہا ہے کہ کچھ ہمارے جو بلوچستان کے نام نہاد سردار ہیں، اس دہشت گردی کے واقعے کے بعد بھی وہ خوش ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس چیز پر افسوس کرنا چاہیئے اور ان دہشت گردوں کو یہ کھل کر بتانا چاہیئے کہ یہ جو آپ لوگ پاکستان میں دہشت گردی کر رہے ہیں، اور خاص کر ہمارے بلوچستان میں دہشت گردی کر رہے ہیں، جو RAW involved ہے، بھارت involved ہے، اور وہاں سے funding ہو کر بشیر زیب جیسے دہشت گرد بلوچستان میں کارروائیاں کر رہے ہیں، بے شک کارروائیاں کریں۔ لیکن اس کا جو ایک ناپاک ارادہ ہے، پاکستان کی فوج اور خاص کر بلوچستان کے عوام، بلوچ عوام، ان کو ان شاءاللہ ایسے دھکیل دیں گے۔ اللہ کی طرف سے بھی مدد ملے گی۔

میں سلام پیش کرتا ہوں CM بلوچستان کو کہ جس بہادری سے انہوں نے ان کا مقابلہ کیا ہے، اور وہ میدان میں خود گئے ہیں۔ الحمدللہ، ہر سپاہی سے ملے ہیں اور ان کو یہ ایک پیغام ملا ہے کہ ہمارا جو صوبہ بلوچستان ہے، الحمدللہ ہمیں ایک ایسا دلیر CM صاحب ملا ہے، تو ہمیں اس پر فخر کرنا چاہیئے۔ اور دوسرا میں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ ان دہشت گردوں کو، اور خاص کر جو ہمارے کچھ نام نہاد سردار ہیں، ان کو یہ چیز ہضم نہیں ہوتی ہے کہ ابھی بلوچستان میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔

بلوچستان میں الحمدللہ ہر district level پر، ہر division level پر کھلی کچہریاں ہوتی ہیں۔ عام لوگوں سے جا کر ہمارے نمائندے ملتے ہیں۔ ہمارے جو MNAs ہیں، MPAs ہیں، دن رات لگے ہوئے ہیں، اور یہ چیز ان کو ہضم نہیں ہوتی۔ اس لیے بلوچستان کو یہ لوگ disturb کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ جو ترقیاتی کام ہیں، جو CM صاحب کی نگرانی میں ہو رہے ہیں، الحمدللہ، تو یہ ان کو ہضم نہیں ہوتا۔ اور بلوچستان میں 1800 سکول بند تھے، وہ ابھی حال ہی میں آٹھ مہینے، سال ہو گیا ہے کہ وہ اب چل پڑے ہیں۔ Education کا ایک ایسا ماحول چل پڑا ہے، ہمیں اس پر شکر ادا کرنا چاہیئے اور ہماری افواجِ پاکستان نے بھرپور دہشت گردوں کو جواب دیا ہے، میں کہہ رہا ہوں کہ شہر کے اندر ہو یا باہر ہو، اور

میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں کہ ان دہشت گردوں کا مقابلہ کرنا، ہماری پولیس، ہماری فوج، ہماری FC اور ہمارے جو سویلین ہیں، وہ بھی انشاء اللہ بھرپور جواب دیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جو بلوچ قوم ہے، جو غیرت مند بلوچ قوم ہے، انہوں نے مذمت بھی کی ہے اور انہوں نے بھرپور جواب بھی دیا ہے۔ کچھ لوگ ہیں جو دل سے دکھی ہیں، مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ آج بلوچستان میں اگر یہ واقعہ ہوا ہے تو کیوں اس کا اتنا بھی نہیں کرتے کہ بھائی مذمت تک تو کریں۔ میں حیران ہوں کہ اختر مینگل صاحب 2018 میں ان سیٹوں پر بیٹھا ہوا تھا، اربوں روپے ان کو فنڈ ملے۔ آپ جا کر آج ward کے حالات دیکھیں، بندے کو رونا آتا ہے۔ اختر مینگل کا ایک بھائی باہر anti-state ہے، باہر بیٹھا ہوا ہے، اور ایک یہاں آکر سیاست کرتا ہے۔ مجھے دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے، قابل احترام ہے، لیکن یہ چیزیں نہیں کرنی چاہئیں۔ پاکستان سے کھا رہے ہیں، پاکستان کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے۔ بندے کو کھل کر بات کرنی چاہیے، ان دہشت گردوں کی مذمت کرنی چاہیئے، چاہے ہمارے PTI والے بھائی ہیں، چاہے ہمارے دوسرے جو اتحادی لوگ ہیں۔ اور اس کلمے کے نیچے رہ کر بھی ان شاءاللہ غلط بیانی نہ کریں۔ جو حقیقتیں ہیں، اس کو بیان کرنا چاہیئے۔ میں پُرزور مذمت کرتا ہوں جو پرسوں دہشت گردی کا واقعہ ہو گیا، اور میں سلام پیش کرتا ہوں صوبائی حکومت کو، اور خاص کر سرفراز بگٹی کو، کہ اس نے دلیری کے ساتھ باہر خود نکل کر اپنے بھائیوں کے ساتھ، اپنے امن فورسز کے لشکر کے ساتھ، اپنے افواجِ پاکستان کے ساتھ کھڑے ہوئے، میں اس کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ پاکستان سے بلوچستان کو کسی کا باپ بھی جدا نہیں کر سکتا۔ چاہے بھارت ہو، چاہے RAW ہو، چاہے افغانستان ہو۔ افغانستان میں بیٹھ کر وہاں لوگ پناہ لے کر ہمارے بلوچستان میں کارروائیاں کر رہے ہیں، میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اقبال آفریدی صاحب، شکریہ۔

جناب محمد اقبال خان: شکریہ جناب سپیکر! کل بلوچستان میں دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے ہیں اس کی شدید الفاظ میں ہم مذمت کرتے ہیں۔ سیاچین سے لیکر گلگت بلتستان اور طورخم بارڈر تک جتنے بھی ہمارے لوگ بندوق اٹھا کے ملک کی حفاظت اور عوام کی حفاظت کے لیے کھڑے security forces اور افواج پاکستان کے ساتھ ہم کھڑے ہیں اور ہمیں فخر ہے۔ جناب سپیکر! ان واقعات کو روکنے کے لیے پاکستان ایک super power ملک ہے اور اس میں تمام ادارے موجود ہیں اور یہ ریاست طاقت رکھتی ہے۔ لیکن ہم کہاں پر mistake کر رہے ہیں کہ خیبر پختونخوا میں بھی دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں اور بلوچستان میں بھی ہو رہے ہیں۔ ہم کیا غلطیاں کر رہے ہیں؟ لہٰذا اس کا تعین کر کے strategy بنا کر ان دہشت گردوں کے خلاف پوری قوت کے ساتھ تاکہ روز ہمارے بے گناہ باوردی اور سویلین شہید نہ ہوں۔ اس ملک میں امن ہو اور اس میں تمام بسنے والوں کو ایک پرسکون اور پرامن ماحول ملے۔ کیا ہم 9 مئی کرتے رہیں گے اور ایک پارٹی کے قائد کو دیوار میں چننے کے لیے اس کو سیاست اور حق سچ سے روکنے کے لیے ہم اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی کریں گے۔ میرا تو سیدھا حکومت سے مطالبہ ہے اور آپ کی آسانی کے لیے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان کو خیبر پختونخوا سے ملایا جائے merge کیا جائے تاکہ آپ کو آسانی ہو کہ وہاں پر عمران خان کی حکومت ہے اس لیے دہشت گردی ہو رہی ہے۔ ان کی ذمہ داری ہے یا نہیں ہے؟ یہاں پہ چوہدری صاحب بیٹھے ہوئے State Minister ہیں، اب بھی گپیں لگا رہے

ہیں اور ساتھ فضل چوہدری بھی ہیں۔ میں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ یہاں پہ کھڑے ہو کے کہتے ہیں کہ ہاں آپریشن کریں گے۔ یہ National Action Plan کا حصہ ہے۔ چلو خیبر پختونخوا میں تو ایک تحریک انصاف کی حکومت ہے وہاں کیوں نہیں کر رہے؟ وہاں پہ کیوں یہ واقعات ہو رہے ہیں؟

اس دن یہ کہہ رہے تھے کہ خیبر پختونخوا میں ہم آپریشن کرتے رہیں گے۔ تو جناب سپیکر صاحب! ہماری بھی وہاں پہ ملاقاتیں ہوئی ہیں، Security Forces کے افسران کے ساتھ ہوئی ہے، وہاں پہ جو جرگہ بٹھایا گیا اور اس کا فیصلہ آیا کہ یہ 10 جنوری کو انخلا کریں گے اور ابھی وفاقی حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم نے تو آپریشن کا نام بھی نہیں لیا۔ یہ تو خود ہی وہاں پہ سردیوں کی وجہ سے نکل آئے۔ وہاں پہ تو ہم intelligence based operation کرنا چاہتے ہیں۔

تو لہٰذا میرا سوال ہے کہ سنجیدگی کب آئے گی؟ ریاست کب تک یہ ڈرامے کرے گی؟ لہٰذا جناب سپیکر صاحب! چند سوالات ایسے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی wind up کریں۔

جناب محمد اقبال خان: ضروری ہے کہ ہم اس ملک کو عوام کے لیے گلستان بنا دیں۔ تو سب سے پہلے اس ملک میں political stability نہیں ہے۔ آپ خان کو رہا کریں تا کہ ملک میں political stability آئے۔ یہاں پہ امن۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ کا موقف آ گیا۔ wind up کریں۔ مائیک کھولیں۔ Wind up کریں پلیز۔ آخری 30 سیکنڈ۔

جناب محمد اقبال خان: جناب سپیکر صاحب! Law and order issue اور political stability یہ بہت ضروری ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کل جو PIMS میں خان کو لایا گیا۔ تو کونسی ہمدردی تھی ان کے ساتھ کہ وہاں پہ لایا گیا۔ ان کی فیملی کو خبر نہیں تھی، پارٹی کو خبر نہیں تھی، پھر کوئی 9 مئی کا واقعہ یا ڈرامہ ہونے والا ہے فیملی کو مطلع بھی نہیں کیا گیا لیکن خبر عمران خان کے PIMS میں آنے کی وہ public کی گئی۔ کونسا ڈرامہ یہ لوگ کر رہے ہیں؟ کونسا ڈرامہ ابھی ہو گا؟

لہٰذا ہم پہلے سے خبردار کر رہے ہیں کہ اگر عمران کو کچھ ہوا تو کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ میں واضح کر رہا ہوں کہ یہ سب۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ عالیہ کامران صاحبہ۔

محترمہ عالیہ کامران: محترم بہت شکریہ۔ سر! سننے والے بھی میرے خیال میں سب توجہ دیں تو بہت مہربانی ہو گی تا کہ میں جلدی ذرا مختصر اپنی بات complete کر سکوں۔

محترم 31 جنوری کو اسی سال تقریباً دو دن پہلے سر یہ جو واقعہ رونما ہوا تقریباً آدھا بلوچستان آتش و دہشتگردی کی نذر ہوا۔ 12 سے 14 شہروں میں صبح صادق سے لے کر مغرب کے وقت تک دہشت گرد دندناتے پھرتے رہے۔ اگر کوئی چھوٹی موٹی رکاوٹ سر ان کے سامنے آئی تو وہ رکاوٹ پیدا کرنے والا یا تو شہید ہو گیا یا پھر وہ زخمی ہوا۔

گو کہ اس دہشت گردی والے واقعے پہ مکمل control پایا جا چکا ہے۔ لیکن محترم ابھی تک بلوچستان کے کچھ شہروں سے تشویش ناک خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سب کچھ ٹھیک نہیں، سب کچھ اچھا نہیں۔

سر! ڈپٹی کمشنر نوشکی اور اے سی نوشکی کا بظاہر حال تو ہمارے سامنے آ گیا۔ لیکن ہمارے سامنے جو ظاہر نہیں ہوا وہ افواہوں کے ساتھ ساتھ دو چند ہو رہا ہے۔ اس لیے ان افواہوں کا دم توڑنا بے انتہا ضروری ہے۔

سر! اس کے ساتھ ساتھ حقائق عوام کے سامنے آنا بھی بے انتہا ضروری ہے۔ سر! دہشت گردی یقیناً بدترین عمل ہے اور کسی بھی صورت میں، کسی حال میں دہشت گردوں کو اور دہشتگردی کی حمایت نہیں کی جاسکتی ہے۔ ملک کے ادارے سب کے لیے انتہائی محترم مقدم ہے۔ لیکن سر! اس پر بات چیت ہونی چاہیئے کیونکہ اگر ان مسائل پہ بات چیت نہیں ہوتی تو ایک مزید نقصان کا اس میں اندیشہ ہے۔

محترم چند سوالات بڑے مختصر آمیں اس House کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں اور رکھنا اس لیے بھی چاہتی ہوں کہ اس کو address بھی کرنا چاہیئے۔

سر! سوال نمبر ایک جو یقیناً میرا سر یہ بنتا ہے کہ اتنی high security کے اندر اتنا بڑا واقعہ رونما کیسے ہوا؟

سر! سوال نمبر 2، 150 دہشت گرد، اس دہشتگردی کے نتیجے میں جہنم واصل کیے گئے اور بلکہ بتایا گیا کہ 170 دہشت گرد تھے۔ سر! باقی کہاں گئے؟ کیا 150، 170 دہشت گردوں نے 12 سے 14 شہروں کو یرغمال بنائے رکھا؟

محترم سوال نمبر 3، آٹھ سے دس گھنٹوں تک ان دہشت گردوں کے خلاف کوئی جوابی کارروائی شروع کیوں نہیں کی گئی؟

سر! سوال نمبر 4، جو کہ بہت اہم ہے کہ میرے بلوچستان کے عوام کی طرف سے ان دہشت گردوں کے خلاف مزاحمت کیوں نہیں سامنے آئی؟

اور سر کیونکہ یہ سب جانتے ہیں یہاں پہ جتنے بلوچی بھائی بیٹھے ہوئے ہیں کہ میرے بلوچستان کے ہر گھر سے سر مزاحمت وہ ممکن ہے۔ تو کیا اس کا مطلب ہے کہ حکومت کے معاملات سے عوام جو ہے لاتعلقی کا اظہار کر رہی ہے؟

محترم سوال نمبر 5، کہ باقی دہشت گرد کہاں ہیں؟ ان کے پاس محترم heli ہیں، drones ہیں، دیگر وسائل ہیں۔ تو کیا انتظار کیا جا رہا ہے ان دہشت گردوں کو جو باقی بچ گئے ہیں ان کے ٹھکانوں کو کیوں نہیں ختم کیا جا رہا؟ کیوں انہیں جہنم واصل نہیں کیا جا رہا؟

سر! ایک next question سر وہ یہ ہے کہ کیا دہشت گردی کے اس معاملے میں ہندوستان کے علاوہ بین الاقوامی ہمارے سامنے کوئی ان کا جوڑ سامنے آیا اور کیا اس کے ثبوت یا شواہد ہمیں ملے ہیں تاکہ جو ہم بین الاقوامی اداروں کے سامنے رکھ سکیں؟

سر! آخری لیکن نہ ختم ہونے والا سوال، سر وہ یہ کہ کیا اس دہشت گردی سے آئندہ اس طرح کے واقعات کا نہ ہونے کی کوئی surety دی جاسکتی ہے؟

تو محترم میں چاہتی ہوں کہ منسٹر صاحب ان کو address کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ نعیمہ کشور صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ اس وقت میں شکریہ ادا کروں گی طلال صاحب اور ہمارے پارلیمانی منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں ورنہ 10 لوگوں کے سوا میرے خیال میں اب ہم نو لوگ رہ گئے۔ تو یہ ہماری سنجیدگی کا حال ہے کہ اگر اتنا اہم issue ہے، اتنی زیادہ میرے خیال میں افسوسناک صورت حال ہے اس وقت کیونکہ دو دن سے پورے ملک میں جو افواہیں اڑ رہی تھی بلوچستان کے حوالے سے اور اس سے پہلے ایک ہفتہ ہمارا جو تیراہ کے حوالے سے، جو فٹبال بنا ہے مرکز اور صوبے کے درمیان۔ تو میرے خیال میں یہ ہماری سنجیدگی کا حال ہے اور پھر ہم سڑکوں پہ نکلتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیا، انہوں نے وہ کیا اور یہ ہمارا حال ہے کہ اس وقت 342 کے ایوان میں صرف نو یا آٹھ بندے موجود ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! اس سے انکار نہیں کہ ہماری security forces کی قربانیاں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ معرکہ حق کے نتیجے میں جو چیزیں ہو رہی ہے، ٹھیک ہے بلوچستان میں جو واقعات ہو رہے ہیں وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ ان میں یہ گٹھ جوڑ تھے۔ تو اگر ادھر 11 بندوں کی ہلاکت پہ یہ بات ہو رہی تھی کہ یہ پاکستان سے یہ ہو رہی ہے۔ تو آج ہم اس issue کو اس طرح سے address نہیں کر رہے کہ ہمارے ملک میں اتنے بڑے پیمانے پر ایسی دہشت گردی کیسے ہو گئی؟

اور افسوس تو اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب ان دہشت گردوں میں ہماری خواتین involve ہو گئی ہیں، ہمارے بچے involve ہو گئے ہیں، ہمارے بچے ان کا ساتھ دے رہے ہیں، ان suicidal میں۔ تو میرے خیال میں ہمیں اس کے لیے بہت زیادہ سنجیدگی کے ساتھ دیکھنا ہو گا۔

دوسری جو اہم چیز ہے کہ 18th amendment تو ہم نے کر لی۔ لیکن ہمارے صوبے وہ responsibility نہیں لے رہے جو امن وامان کے حوالے سے ان کی بنتی ہے۔ میرے خیال میں اس وقت جو ضم اضلاع میں جو حالات بنے ہوئے ہیں ادھر بھی یہی حال ہے۔ صوبے مرکز پہ ڈال رہے ہیں، مرکز صوبوں پہ ڈال رہا ہے۔ عوام برف باری میں ایسے بے یار و مددگار پڑی ہوئی ہے۔ بہت سارے بچوں کی شہادتیں ہوئی ہیں۔ تو کون اس کے لیے responsible ہو گا۔

امن وامان کے حوالے سے اس بات سے انکار نہیں ہے کہ اس وقت ملک میں امن وامان کی بہت بری صورتحال ہے خاص کر خیبر پختونخوا کے ضم اضلاع میں اور بلوچستان میں۔ لیکن اس کے لیے صوبوں کو بھی responsibility لینی ہو گی۔ جس طرح ہم کہہ رہے ہیں کہ چار ارب روپے رکھے گئے ہیں تو اِن کو ٹرانسپورٹ کے لیے بھی صحیح طرح سے پیسے نہیں مل رہے۔ ان کو ٹرانسپورٹ کی مد میں کسی کو 15 ہزار مل رہے ہیں، کسی کو 20 ہزار مل رہے۔ تو ہمیں اس کا بھی پوچھنا چاہیئے کہ وہ پیسہ کدھر گیا۔ تو ان کے نام پہ جو پیسہ issue ہو رہا ہے تو ہمیں پوچھنا چاہیئے کہ وہ کہاں گیا یہاں پر یہ بھی بات کر رہے ہیں کہ جو یہ دہشت گردی ہو رہی ہے، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم ان کو ان کا حق نہیں دے رہے، تو یہ بھی صحیح بات ہے، 2010 کے بعد NFC Award نہیں ہوا۔ جو وعدے چاہے ضم اضلاع یا جو بلوچستان کے ساتھ ہوئے ہیں، ان کو NFC کا proper حصہ نہیں

ملا۔ یہ تو کہا جا رہا ہے کہ ہم KP کو War and Terror کا one percent دے رہے ہیں لیکن وہ one percent اس کیلئے نہیں ہے کہ وہ اس پر اپنی equipment بہتر کرے۔ وہ جو اس کے نقصانات ہیں وہ one percent اُس کیلئے دیا جا رہا ہے۔ جو ضم اضلاع کے ساتھ وعدہ ہوا تھا کہ ہم آپ کو سالانہ 100 ارب دیں گے اور دوسرے اضلاع کے برابر لانے کیلئے آپ کو NFC میں سے three percent دیں گے وہ نہیں ملا۔ تو کچھ زیادتیاں صوبوں کی طرف سے ہیں اور کچھ کوتاہیاں ہمارے مرکز سے بھی ہیں۔ میرے خیال سے دونوں address ہوں گی تو تب یہ مسائل حل ہوں گے۔ دہشت گردی کے خلاف پوری قوم کو یک زبان اپنی Security Forces اور Law and Order کے اداروں کے ساتھ کھڑا ہونا ہوگا تب ہم ان کو شکست دے سکیں گے۔ ہماری جماعت بھی اُن کے ساتھ کھڑی ہے لیکن اُس کیلئے ضروری ہے کہ ہمیں اپنی عوام کے مسائل کو بھی address کرنا ہوگا۔ اُن کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی، ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ کہاں پر مرکز کی غلطیاں ہیں اور کہاں پر صوبے کی غلطیاں ہیں اور کہاں پر policies کی کمی ہے۔ جب تک اس ایوان میں policies نہیں بنیں گی یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اگر یہ کہہ رہے ہیں کہ 145 دہشت گرد مارے گئے ہیں تو اندازہ کریں کہ 145 دہشت گرد Red Zone تک کیسے آئے؟ یہ کتنے تھے؟ میرے خیال میں ان چیزوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان چیزوں کو address کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی پالیسیوں کو بھی دیکھنا ہوگا۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you. The House is adjourned to meet again on Tuesday, the 3rd February, 2026 at 11:00 a.m.

———————

(The House was adjourned to meet again on Tuesday, the 3rd February, 2026 at 11:00 a.m.)

———————